ابنِ صفی

جلد نمبر
41

جاسوسی دنیا

121- شکاری پرچھائیاں

122- پرچھائیوں کے حملے

123- سائیوں کا ٹکراؤ

124- ہمزاد کا مسکن

جاسوسی دنیا

جلد نمبر 41

121 شکاری پرچھائیاں

122 پرچھائیوں کے حملے

123 سائیوں کا ٹکراؤ

124 ہمزاد کا مسکن

ابن صفی

اسرار پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970 - 7357022

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام ، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلشر..........خالد سلطان
پرنٹر............یمانی پریس

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز
الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔فون : 7321970

جاسوسی دنیا نمبر 121

شکاری پرچھائیاں

(پہلا حصہ)

پیشرس

آپ کی یہ خواہش پوری کی جارہی ہے کہ جاسوسی دنیا کا بھی ایک مہماتی سائنس فکشن پیش کیا جائے۔ لہٰذا اس طویل کہانی کا پیش خیمہ ''شکاری پرچھائیاں'' کے نام سے ملاحظہ فرمایئے۔ فی الحال اس کی طوالت کے بارے میں کچھ بھی عرض نہیں کرتا۔ ویسے کوشش یہی ہوگی کہ اس سلسلے کی ہر کڑی دلچسپ سے دلچسپ تر ہو۔ ''شکاری پرچھائیاں'' سے متعلق اپنی رائے ضرور لکھیے گا۔

اس بار میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ پیشرس میں اور کیا لکھوں۔ کوئی ایسا خط بھی پیش نظر نہیں ہے... لیکن ٹھہریئے! ہے ایک خط...... نوعیت کے اعتبار سے دلچسپ بھی ہے...... آخر میرے پاس ان حضرات کے خطوط بھی تو آتے ہیں۔ جنہوں نے میری کتابوں کی ایجنسیاں لے رکھی ہیں۔ ایسے ہی ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

> ''جناب عالی! آخر آپ اپنی کتابوں کی قیمت پیسوں میں کیوں لکھواتے ہیں کیا قیمت تین روپے نہیں لکھی جا سکتی۔ آخر ''تین سو پیسے'' لکھوانے میں کیا حکمت پوشیدہ ہے۔ آپ نہیں جانتے کہ اسکول کے لڑکے مجھے اس سلسلے میں کتنا پریشان کرتے ہیں۔ لے آتے ہیں پورے تین سو پیسے اور میں بیٹھا گنا کروں۔ کچھ کہو تو کہتے ہیں کہ ہم ابن صفی کا کہنا مانیں یا تمہارا۔ قیمت روپوں میں لکھی جائے گی تو روپے ہی لائیں گے! لہٰذا میرے حال پر کرم کیجئے اور قیمت روپوں میں لکھوایئے۔''

محترم اس میں اس کے علاوہ اور کوئی حکمت پوشیدہ نہیں ہے کہ اپنی کتاب کی قیمت سیکڑوں میں دیکھ کر بیحد خوش ہوتا ہوں۔ لیکن آپ مجھ سے یہ خوشی بھی چھین لینا چاہتے ہیں۔ خیر آئندہ خیال رکھا جائے گا۔

ابن صفی

۲۵ جنوری ۱۹۷۸

کرائم رپورٹر انور کو فلم انڈسٹری سے کیا سروکار ہوسکتا تھا۔ وہ تو بس یونہی ادھر سے گزر رہا تھا۔ نشو فاز اسٹوڈیوز کے پھاٹک کے قریب نظر آنے والی بھیڑ کی وجہ سے موٹر سائیکل کی رفتار کم کر دینی پڑی۔ پھر بھی گزرا ہی چلا جاتا لیکن عقب سے کسی نے اسے آواز دی۔ اس کے قریبی شناسا اس کی اس عادت سے بخوبی واقف تھے کہ عقب سے پکارے جانے پر مڑ کر نہیں دیکھتا گزرا چلا جاتا ہے۔ جو نہیں جانتے تھے ان کے کوٹ کا کالر پکڑ کر تیز لہجے میں سمجھانے کی کوشش کرتا تھا کہ اسے عقب سے پکارا جانا پسند نہیں ہے۔

نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اور پیشانی پر شکنیں ڈالے ہوئے رک گیا۔ لیکن مڑا نہیں دونوں پیر زمین پر ٹکائے منتظر رہا کہ پکارنے والا قریب پہنچ جائے۔ لیکن یہ خواہش دل ہی میں رہ گئی کہ وہ اسے جھاڑ سکتا۔ کیونکہ یہ ایک اول درجے کا بے غیرت اور ڈھیٹ قسم کا فلمی صحافی شاطر بساطی تھا۔ جان پہچان والوں کو اسے برداشت کرنا ہی پڑتا تھا۔ گولی مار نہیں سکتے تھے؟ نہ خود شہر چھوڑ سکتے۔ کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی موڑ پر اس سے ملاقات ضرور ہوتی تھی۔ دس گالیاں دیجئے اور جواب میں اس کے پچاس قہقہے سنئے...... دوسرے دن پھر وہی انداز...... وہی بے تکلفی۔ لہٰذا انور ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو اپنے الفاظ ضائع کرتے ہیں۔

''فرمایئے؟'' اس نے خشک لہجے میں دریافت کیا۔

''میں تو سمجھا تھا کہ تم یہیں آئے ہو!'' شاطر خواہ مخواہ ہنس کر بولا! ''لیکن تم نکلے چلے جا رہے ہو۔''

''میں یہاں کیوں رکنے لگا۔''

''اوہ۔ تو کیا راشد علوی سے تعلقات خراب ہو گئے ہیں!''

''یہاں راشد علوی کا کیا ذکر!''

''اف فوہ۔ شاید تمہیں اس کا علم نہیں ہوا۔''

''کوئی خاص بات!''

''کمال ہے بلکہ مجھے حیرت کا اظہار کرنا چاہئے۔''

''کر چکو جلدی سے۔ میں اپنی جاگیر کا معائنہ کرنے نہیں نکلا۔'' انور نے جھنجھلا کر کہا۔

''کیا واقعی تمہیں نہیں معلوم۔ میں تو سمجھتا تھا کہ راشد علوی تمہارے دوستوں میں سے ہے۔''

''کیا ہوا راشد علوی کو۔''

''ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ لیکن اس پر ضرب ضرور پڑے گی اور پھر ایسی صورت میں جب کہ اس کے اور شہزاد کے درمیان دشمنی کی وجہ اظہر من الشمس ہے۔''

''اب مجھے جلدی سے یہ بتا دو کہ شہزاد مر گیا یا زندہ ہی ہے!'' انور بھنا کر بولا۔

''مرنے میں دیر تو نہیں لگی تھی۔'' شاطر نے اسے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم اس کے مرنے کی بات کر رہے ہو۔ ارے میاں گھوڑے تک کی ہڈیاں چور ہو گئی ہیں!''

''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہاری ہڈیاں بھی چور کر دوں......؟''

''کیوں میری کیوں؟'' شاطر ہونقوں کے سے انداز میں بولا۔

''جب میں نے کہہ دیا کہ میں بالکل لاعلم ہوں تو تم ادھر ادھر کی کیوں ہانک رہے ہو۔''

''او۔ ہاں!'' وہ چونک کر بولا۔ ''جب تمہیں اس قصے کا علم ہی نہیں تو مجھے شروع سے بتانا چاہئے!''

''تو بتاؤ جلدی سے!''

''یہیں کھڑے کھڑے......!''

انور نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور طویل سانس لے کر بولا۔'' حرام خوری تمہارا مقدر ہے۔ چلو بیٹھو پیچھے!''

شاطر قہقہہ لگا کر اچھلا اور کیریئر پر بیٹھ گیا۔ موٹر سائیکل آگے بڑھی اور قریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد کیفے جمال کے سامنے رک گئی۔

دونوں موٹر سائیکل سے اتر کر اندر آئے اور شاطر لہک کر بولا!'' میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ تمہیں برا کیوں کہتے ہیں!''

''چاپلوسی کی ضرورت نہیں! اگر تم راشد علوی کا نام نہ لیتے تو میں تمہیں گالیاں دیئے بغیر نکلا چلا جاتا۔''

''تمہاری سب سے بڑی خصوصیت صاف گوئی ہے......!''

''تمہارے معاملے میں منافق ترین آدمی بھی بیحد صاف گوئی کا مظاہرہ کرتا ہے۔'' انور نے خشک لہجے میں کہا۔

''جھک مارتے ہیں سالے۔''

ایک میز منتخب کر کے بیٹھ گئے اور شاطر نے کہا۔ ''غالباً فرمائش کا بوجھ مجھ پر نہیں ڈالو گے!''

انور اسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ ''صرف کافی چلے گی۔''

''میں تو سمجھتا تھا کہ کیفے جمال کی کوئی خصوصیت تمہیں اس طرف لائی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تم آج کل بیحد لاعلمی کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ خیر میں تمہارے علم میں اضافہ ضرور کروں گا۔ کیفے جمال اپنے سموسوں کی وجہ سے مشہور ہے۔''

انور نے سڑا سا منہ بنا کر کہا ''صرف اپنے لیے منگوالو۔''

''یہ ہوئی نا بات!'' شاطر نے کہا اور اشارے سے ویٹر کو بلا کر آرڈر پلیس کرنے لگا۔

انور بیزاری سے دوسری طرف دیکھنے لگا تھا ویٹر کے چلے جانے کے بعد اسے گھورتا ہوا بولا۔

''اب شروع ہو جاؤ۔''

''قصہ شہزاد اور راشد علوی کا ہے۔''

''کیا پھر دونوں الجھے تھے!''

''اوہو......تو تمہیں شاید یہ بھی نہیں معلوم کہ راشد نے شہزاد کو اپنی فلم شہسوار کے لیے کاسٹ کیا تھا......!''

''نہیں مجھے اس کا علم نہیں! میں تو یہ سمجھا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کی شکل بھی نہیں دیکھیں گے۔''

''ان دنوں راشد کی مالی حالت کسی قدر سقیم تھی! فائینسر اس پر زور دے رہا تھا کہ ہیرو کے لیے شہزاد کو کاسٹ کیا جائے۔ اسٹنٹ فلموں میں اے ون جا رہا ہے۔ دوسروں نے بھی سمجھایا کہ تعلقات اپنی جگہ پر کاروبار اپنی جگہ پر......دشمن کی وجہ سے اگر کوئی فائدہ پہنچ رہا ہو

تو اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ بہرحال وہ بیکاری سے ایسا ہی تنگ آیا ہوا تھا کہ اسے فائینسر کی بات مان لینی پڑی۔"

"تکلیف دہ بات ہے۔"

"یہاں ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔ کسی کی بھی اکڑ زیادہ دنوں تک برقرار نہیں رہ سکتی حالات جھکنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ورنہ پھر پیشہ ہی ترک کر دیا جائے۔"

"چلو خیر۔ تو پھر کیا ہوگا......!"

"طے پایا کہ آؤٹ ڈور شوٹنگ پہلے ہی نپٹا دی جائے۔ زیادہ تر سین جنگلوں اور پہاڑوں میں فلمائے جانے والے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے پٹاری کے جنگلوں کا انتخاب کیا جہاں پہاڑیاں بھی ہیں۔"

"شاطر خاموش ہو کر منہ چلانے لگا۔ کیونکہ ویٹر گرما گرم سموسوں کی پلیٹ میز پر رکھ رہا تھا۔

"کافی تھوڑی دیر بعد لانا......!" اس نے مضطربانہ انداز میں ویٹر سے کہا۔

"بہت اچھا جناب!" ویٹر نے کہا اور میز کے پاس سے ہٹ گیا۔

"ہوں.....تو اب تم کھا ہی لو!" انور اسے کینہ توز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"نہیں.....!" وہ منہ چلاتا ہوا بولا۔ "باتیں بھی غوتی رغیں غی!"

"میری سمجھ میں نہیں آئیں گی......!" انور نے خشک لہجے میں کہا۔

اور شاطر سعادتمندانہ انداز میں سر ہلا کر سموسوں پر ہاتھ صاف کرتا رہا۔

خدا خدا کر کے سموسے ختم ہوئے اور شاطر نے ہاتھ ہلا کر کافی لانے کا اشارہ کیا۔ پھر انور سے بولا۔ "بی رشیدہ کے کیا حال ہیں۔"

"ہم صرف اسی موضوع پر گفتگو کریں گے جس کے لیے یہاں آئے ہیں۔" انور نے سخت لہجے میں کہا۔

"یار تم آدمی ہو یا مشین!"

"مشین بن کر ہی آدمی، آدمی رہ سکتا ہے.....ورنہ کتا ہو جاتا ہے۔"

"نیا فلسفہ......!"

"تمہیں نیا ہی معلوم ہوگا ورنہ آدم سے تا ایں دم اسی بات کی کوشش ہوتی رہی ہے۔"

''موضوع سے ہٹ رہے ہو!'' شاطر ہنس کر بولا۔

''یہ مشین کی آواز تھی۔ موضوع سے نہیں ہٹا۔''

''ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ پٹاری کے جنگل میں یونٹ نے شوٹنگ کا آغاز کیا ہی تھا کہ یہ حادثہ پیش آ گیا تھا۔'' مجھے تو حادثہ ہی کہنا چاہئے۔ کیونکہ میں بھی راشد علوی کو اتنا برا آدمی نہیں سمجھتا۔''

''راشد علوی کی طرف سے شکریہ۔ اب تم جلدی سے اصل بات بتا دو۔'' انور بولا۔

لیکن شاطر ''اصل بات'' بتانے کی بجائے ویٹر کی طرف متوجہ ہو گیا جو کافی کی ٹرے لے آیا تھا۔

انور کی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار تھے لیکن وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔

شاطر نے پیالیاں سیدھی کیں اور شکر دان کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ انور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ ''ٹھہرو!''

شاطر نے ہنس کر کہا۔ ''کافی انڈیلنے سے قبل ہی میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔''

''تمہارے حق میں یہی بہتر ہو گا۔''

''تو ہوا یہ انور صاحب کہ شہزادا اپنے گھوڑے سمیت مر گیا اور راشد علوی حراست میں ہے۔''

''کیا بات ہوئی!''

''بات ختم ہو گئی۔ اب مجھے کافی انڈیلنے کی اجازت دو۔''

اس نے کافی پاٹ اٹھا کر پیالی پر جھکاتے ہوئے کہا۔

''میرے ساتھ کسی قسم کی ایکٹوٹی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔''

''میں جانتا ہوں لیکن یقین کرو مجھے تفصیل کا علم نہیں۔ بس اتنا ہی جانتا ہوں کہ سوار اور گھوڑے دونوں کی ہڈیاں چور ہو گئیں اور راشد علوی حراست میں ہے!''

''کس تھانے میں.....؟''

''ابھی تک مجھے اس کا بھی علم نہیں ہو سکا!''

''اسٹوڈیو کے پھاٹک پر کیسی بھیڑ تھی!''

''شہزاد کی جدید ترین محبوبہ کمپاؤنڈ میں پچھاڑیں کھا رہی تھی۔ اسے تھوڑی دیر پہلے ہی

اس واقعے کی اطلاع ہوئی ہے۔ اسٹوڈیو دوڑی چلی آئی تا کہ یونٹ کے لوگوں سے تفصیل معلوم کر سکے۔''

''تمہیں یقین ہے کہ راشد علوی حراست میں ہے!''

''میں نے سنا ہے۔''

''مجھے تفصیل کس سے معلوم ہو سکے گی۔''

''پروڈکشن مینجر سے۔ وہ اسٹوڈیو میں موجود ہے!''

''اور سموسے تم نے کھائے ہیں کافی تم زہر مار کر رہے ہو۔'' انور نے جھلا کر کہا۔

''میرا رزق صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کبھی شریفوں کو ذریعہ بناتا ہے۔ کبھی حرام خوروں کو۔''

''دل تو چاہتا ہے کہ اٹھوں اور چل دوں۔''

''خدا کی قسم جیب بالکل خالی ہے۔ بہت ذلیل ہونا پڑے گا۔ ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا۔'' شاطر گڑ بڑا کر بولا۔

انور اٹھ کر کاؤنٹر پر گیا۔ کافی اور سموسوں کی قیمت ادا کر کے باہر نکلا چلا آیا۔ اس کی موٹر سائیکل اب پھر اسٹوڈیو کی طرف جا رہی تھی۔

پروڈکشن مینجر تک بھی پہنچ گیا۔ لیکن اس نے اس سلسلے میں کچھ بتانے سے معذوری ظاہر کی۔

''میں مجبور ہوں جناب!'' اس نے کہا!''پولیس کی ہدایت ہے کہ اس سلسلے میں کسی سے کوئی بات نہ کرو!''

''راشد کس تھانے میں ہے۔''

''مجھے علم نہیں۔''

''سنو دوست! میں یہ معلومات رپورٹنگ کے لیے نہیں حاصل کرنا چاہتا۔ راشد سے میرے قریبی تعلقات ہیں۔ شاید میں اس کی کچھ مدد کر سکوں۔''

پروڈکشن مینجر نے اسے غور سے دیکھا اور ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔''کوئی بھی اس بیچارے کی کوئی مدد نہیں کر سکے گا۔''

''کیوں؟ کیا راشد نے اسے قتل کیا ہے۔''

''ہرگز نہیں ......سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔''

''پھر؟'' انور نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''حالات جناب......!''

''کیسے حالات!''

''بڑی عجیب بات ہے۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کے راشد سے قریبی تعلقات ہیں۔ لیکن حالات کا علم نہیں ہے آپ کو۔''

''دونوں کے درمیان دشمنی تھی میں جانتا ہوں۔''

''بس تو پھر صاف ظاہر ہے کہ اسے فلم میں کاسٹ کرنا بھی سازش ہی کا ایک حصہ تھا یہ میرا خیال نہیں ہے۔ دنیا یہی سمجھے گی۔''

''لیکن آپ نے اس سلسلے میں کیا دیکھا۔''

''میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا! میں گاڑی پر نہیں تھا۔''

''کس گاڑی پر......!''

''جس پر کیمرہ تھا......ہم نیچے تھے۔ گاڑی چڑھائی پر تھی اور شہزاد کا گھوڑا اس سے بھی اونچائی پر جا رہا تھا۔''

''گاڑی پر کون کون تھا۔''

''صرف کیمرہ مین......اور راشد صاحب! راشد صاحب ہی گاڑی کو ڈرائیو بھی کر رہے تھے۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا گاڑی پر۔''

''آپ نے فائر کی آواز سنی تھی۔'' انور نے پوچھا۔

''فائر کی آواز۔'' اس نے حیرت سے کہا'' پتا نہیں کیسی کیسی افواہیں پھیل رہی ہیں!''

''اوہ۔ تو یہ افواہ ہے......!''

''قطعی افواہ ہے جناب...وہ گولی سے نہیں مرا۔ بس اسکی اور گھوڑے کی ہڈیاں چور ہو گئیں۔''

''اچھا۔ تو شاید وہ گھوڑے کو قابو میں نہ رکھ سکا ہوگا۔ گھوڑے سمیت کھڈ میں گر گیا۔''

''ہرگز نہیں۔ گھوڑا دوڑتے دوڑتے بیٹھ گیا تھا اور شہزاد تو گھوڑے سے گرا بھی نہیں تھا۔ گھوڑے کی پشت ہی پر ختم ہو گیا تھا۔ ہم نے نیچے سے صاف دیکھا تھا......پھر اوپر پہنچے اس

کی لاش گھوڑے کی پشت ہی پر پڑی نظر آئی تھی۔''

''گاڑی کتنے فاصلے سے چل رہی تھی۔''

''بہت فاصلہ تھا دونوں کے درمیان۔ لانگ شاٹس لیے جا رہے تھے۔''

''کیمرہ مین سے کہاں ملاقات ہو سکے گی۔''

''راشد صاحب کے ساتھ وہ بھی حراست میں ہے۔''

''یہ کس سے معلوم ہو سکے گا کہ راشد نے شہزاد کو کیوں کاسٹ کیا تھا۔''

''میرا خیال ہے کہ شاید راشد صاحب کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی کچھ نہ بتا سکے گا۔''

''آخر کس بنا پر پولیس نے آپ کو اس سلسلے میں گفتگو کرنے سے روک دیا تھا۔''

''میں کیا جانوں۔ مجھ سے یہی کہا گیا تھا۔''

''کس نے کہا تھا۔''

''پہلے آپ بتایئے کہ آپ کون ہیں......!''

''میں اسٹار کا کرائم رپورٹر ہوں......!''

''اور آپ نے دھوکے سے یہ ساری باتیں معلوم کر لیں۔'' وہ آنکھیں نکال کر بولا۔

''میں کہہ چکا ہوں کہ یہ معلومات رپورٹنگ کے لیے نہیں حاصل کرنا چاہتا۔ راشد کی مدد کرنا چاہتا ہوں!'' انور نے آہستہ سے کہا۔

''معاف کیجیے گا۔ اب میں کچھ نہیں بتا سکتا۔''

''صرف اس آفیسر کا نام جس نے آپ کی زبان بندی کی ہے۔''

''معافی چاہتا ہوں۔'' کہتا ہوا وہ دوسری طرف مڑ گیا۔

''اس کے بعد انور نے یونٹ کے دوسرے افراد سے بھی پوچھ گچھ کی تھی۔ لیکن معلومات کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔ کوئی بھی نہیں بتا سکا تھا کہ فلم ڈائرکٹر راشد علوی کو کہاں حراست میں رکھا گیا ہے......! نہ یہی معلوم ہو سکا کہ کس کے حکم سے اس معاملے میں اتنی رازداری برتی جا رہی ہے۔''

پولیس ہیڈ کوارٹر سے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن اسٹوڈیو کے ایکس چینج میں کسی خرابی کی بنا پر یہ بھی ممکن نہ ہوا۔

واپسی میں پھر شاطر سے مڈبھیڑ ہوگئی ہنس کر بولا۔ ''ٹھہرو......رکو......!''

انور نے گاڑی روک کر پیر نیچے ٹکا دیئے اور اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

''یہ تو تمہیں معلوم ہی نہ ہو سکا ہوگا کہ راشد کو رکھا کہاں گیا ہے!'' اس نے شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''معلوم ہو جائے گا......!'' انور نے کہا اور سامنے سے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔

''انہیں سمجھا دیا گیا ہے کہ پریس رپورٹرز کو کوئی انفارمیشن نہ دیں!''

''کس نے سمجھا دیا ہے!''

''کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید نے۔''

''اوہ۔'' انور ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا......پھر غرایا۔ ''ہٹو سامنے سے۔''

شاطر نیاز مندانہ انداز میں اپنا ہاتھ پیشانی کی طرف لے گیا اور موٹر سائیکل کو راستہ دیتا ہوا بولا۔ ''کبھی لنچ بھی کراؤ تو اس سے بھی زیادہ اہم اطلاعات فراہم کروں گا۔''

انور کی موٹر سائیکل تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔''

پٹاری کا جنگل تین ہیلی کوپٹروں کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ کرنل فریدی نے اپنے ہیلی کوپٹر سے دوسروں کو ہدایت دی!'' پہاڑوں سے دور رہو! ان پر سے گزرنے کی ضرورت نہیں!''

اس ہیلی کوپٹر کو وہ خود ہی پائلٹ کر رہا تھا اور کیپٹن حمید دوربین سے پہاڑیوں کے اس حصے کا جائزہ لے رہا تھا جہاں شہزاد اور اس کے گھوڑے کو حادثہ پیش آیا تھا۔

''بائیں جانب موڑیئے!'' اس نے اونچی آواز میں کہا۔ ''پچھتر ڈگری کے جھکاؤ سے۔''

''ناممکن ہے.....سامنے والی چٹان سے ٹکرا جائے گا۔'' فریدی بولا۔

''اچھا ساٹھ کے اینگل سے اوپر لے جایئے......!''

''اس طرح بھی یہی صورت ہوگی......تم دیکھ رہے ہو۔ یہاں چٹانوں کی بناوٹ!''

''تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم وہ زاویہ اختیار ہی نہیں کر سکتے!''

''کس زاویئے کی بات کر رہے ہو!'' فریدی نے پوچھا۔

''مطلب یہ کہ وہ جگہ نہیں دیکھ سکتے جہاں حادثہ پیش آیا تھا۔''

''وہ جگہ ہم وہیں جا کر دیکھ چکے ہیں...!''

''تو پھر کیا اب فضائی جھک مار رہے ہیں!'' حمید بڑبڑایا۔

فریدی دوسرے ہیلی کوپٹروں تک اپنی آواز پہنچانے لگا۔''کاشن! مشرق کی طرف سے چکر لے کر کیمپ کی جانب نکل چلو...... کیمپ میں لینڈ کرنا ہے۔''

''او کے۔'' دوسرے ہیلی کوپٹروں سے آوازیں آئیں۔

''کیمرہ چلنے دوں یا بند کر دوں!'' حمید نے پوچھا۔

''بند کر دو!'' فریدی نے کہا اور اپنا ہیلی کوپٹر بھی ادھر ہی موڑ دیا جدھر دوسرے جا رہے تھے۔

کچھ دور چلنے کے بعد اس نے کورس بدل دیا اور اب ہیلی کوپٹر شمال مغرب میں جا رہا تھا۔

''اوہو! تو ہم کیمپ کی جانب نہیں جا رہے!'' حمید نے کہا۔

''نہیں!''

حمید نے طویل سانس لی اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر اس کیس کے سلسلے میں اتنے پاپڑ کیوں بیلے جا رہے ہیں۔ راشد علوی اور شہزاد کے درمیان پائی جانے والی کا دشمنی کا تعلق ایک عورت کی ذات سے تھا۔ لہٰذا سب کچھ ممکن تھا۔

شہزاد ہی نہیں بلکہ اس کے گھوڑے تک کی ہڈیاں چور ہو سکتی تھیں اور ہو گئی تھیں۔ اس نے شہزاد کی لاش بھی دیکھی تھی اور گھوڑے کی بھی۔

وہ پائپ میں تمباکو بھر ہی رہا تھا کہ فریدی نے کہا۔''لینڈ کرنے کے بعد تم پائپ سلگاؤ گے۔''

''مجھے علم نہیں کہ آپ کتنی دیر بعد لینڈ کریں گے۔''

''دس منٹ بعد۔''

''بہت بہتر......لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس اڑان کی کیا ضرورت تھی۔''

''ڈھلانوں کا فضائی جائزہ۔''

''جائزے کا فائدہ؟'' حمید نے سوال کیا۔

''کاغذات کی خانہ پُری۔''

''میں سمجھا تھا شاید آپ کو راشد کے بیان پر یقین آ گیا ہے۔''

''اس کے بارے میں فی الحال میری کوئی رائے نہیں ہے۔''

''کیا بات ہوئی......!''

''کئی سوفٹ کی بلندی سے گرنے پر راکب ومرکب کا یہ حشر ہوسکتا ہے لیکن راکب ومرکب کو پھر اسی بلندی تک پہنچانا ایک یا دو افراد کے بس کا روگ نہیں۔''

''آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں......!''

''میں تمہیں ویسی ہی تین لاشیں اور دکھانا چاہتا ہوں!''

''کیا مطلب.....!''

''ہم وہیں جارہے ہیں جہاں تم انہیں دیکھ سکو گے۔''

''وہ تین افراد کون ہیں......!''

اس علاقے کی پولیس فورس سے ان کا تعلق تھا! اسی سلسلے میں دیکھ بھال کے لیے پہاڑی پر چڑھے تھے اور پھر ان کی لاشیں بھی اسی حال میں پائی گئیں۔''

''یعنی ہڈیاں چور ہوگئی تھیں۔''

''تم دیکھ ہی لو گے!'' فریدی نے کہا اور تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔''پہلے میرا بھی یہی خیال تھا کہ راشد اور کیمرہ مین دونوں جھوٹے ہیں اور شہزاد کسی سازش کے تحت مارا گیا۔ ظاہر ہے راشد اور شہزاد ایک دوسرے کے دشمن تھے اور راشد کی دشمنی تو مسلم تھی۔ کیوں کہ شہزاد نے اس کی بیوی کو ورغلا کر دونوں میں علیحدگی کرادی تھی اور پھر عرصہ تک اسے اپنی داشتہ بنائے رکھا تھا۔''

''سنئے!'' دفعتاً حمید چونک کر بولا۔''یقیناً کیمرہ اس وقت بھی چلتا رہا ہوگا جب وہ حادثہ پیش آیا تھا۔''

''ہاں اور میں پہلے ہی اس کا انتظام کر چکا ہوں کہ اس وقت کی شوٹنگ کے رش پرنٹس مجھ تک پہنچ جائیں۔ خود راشد ہی نے اس کی طرف توجہ دلائی تھی۔''

ہیلی کوپٹر جنگل کی حدود سے نکل آیا تھا اور اب اسکی پرواز شمال مشرق کی جانب جاری تھی۔

''لاشیں کردھنا کی پولیس چوکی پر موجود ہیں۔'' فریدی نے کہا۔''میری معلومات کے مطابق وہ بھی وہیں پائی گئی تھیں جہاں شہزاد کو حادثہ پیش آیا تھا۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

کر دھنا کی پولیس چوکی کے سامنے والے میدان میں فریدی نے ہیلی کوپٹر اتارا اور دونوں نیچے اتر کر عمارت کی بڑھے۔ ہیلی کوپٹر کی آواز سن کر چوکی کا انچارج پہلے ہی باہر نکل آیا تھا۔ انہیں سلیوٹ کر کے بولا۔ ''وہ غائب ہو گیا جناب!''

''کون؟'' فریدی نے سوال کیا۔

''چوتھا سپاہی۔''

''کہاں غائب ہو گیا۔ میں نے تمہیں مطلع کیا تھا کہ اسے موجود رہنا چاہئے۔''

''میں نے اسے آگاہ کر دیا تھا جناب!''

''کیا وہ اس چوکی کا سپاہی نہیں تھا!''

''یہیں کا تھا جناب...... اب میں تنہا رہ گیا ہوں...... میرے ساتھ چار سپاہی تھے! تین ختم ہو گئے اور چوتھا......!''

''کتنی دیر سے وہ یہاں نہیں ہے۔''

''دو گھنٹے ہو گئے جناب۔''

''ہو سکتا ہے۔ کہیں چلا گیا ہو۔ واپس آ جائے......!''

''خدا جانے! مجھے اس کی ذہنی حالت ٹھیک معلوم نہیں ہوتی تھی!''

''تم بھی بہت زیادہ پریشان نظر آ رہے ہو!''

''ظاہر ہے جناب۔ تین لاشیں......! وہ مڑ کر عمارت کی طرف دیکھنے لگا۔

''چلو اندر چلو!'' فریدی اس کا شانہ تھپک کر بولا۔

وہ اس کے آفس میں آئے اور فریدی نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم یہیں بیٹھو! ہم خود لاشیں دیکھ لیں گے۔ کہاں ہیں!''

اس نے بائیں جانب والے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا دیا۔

وہ دونوں اس کمرے میں آئے جہاں لاشیں فرش پر پڑی ہوئی تھیں اور انہیں چادروں سے ڈھانک دیا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد حمید نے کہا۔ ''بالکل ویسی ہی حالت ہے جیسی شہزاد کی لاش کی تھی۔''

فریدی جو بڑے انہماک سے ان کا جائزہ لے رہا تھا سر اٹھا کر بولا۔ ''کسی اونچی جگہ

سے گرنے پر ہڈیاں اس طرح نہیں ٹوٹتیں۔''

حمید کچھ نہ بولا اور وہ پھر انچارج کے کمرے میں واپس آ گئے۔

''لاشیں یہاں تک کس طرح لائی گئیں۔'' فریدی نے انچارج سے سوال کیا۔

''وہ جیپ میں گئے تھے۔ جیپ کو اس راستے پر لے گئے جہاں سے فلم والوں نے شوٹنگ کی تھی۔ گاڑی روک کر ان میں سے تین اس جگہ پیدل گئے جہاں گھوڑ سوار ہیرو کو حادثہ پیش آیا تھا۔ چوتھا یعنی جو زندہ بچا ہے جیپ ہی میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ان تینوں کو گرتے اور مرتے دیکھا۔ وہ خوفزدہ ہو کر پلٹ آیا۔ مجھے اطلاع دی۔ بہت بری حالت ہو رہی تھی اس کی اس لیے میں نے تو اسے یہیں چھوڑا اور محکمہ جنگلات کے کچھ لوگوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ پھر انہی کی مدد سے لاشیں یہاں اٹھوالایا تھا۔''

''اس نے انہیں کس طرح گرتے دیکھا تھا۔'' فریدی نے سوال کیا۔

''ڈھنگ سے کچھ بھی نہیں بتا سکا!''

اسے کہاں تلاش کیا جائے!'' فریدی نے پوچھا۔

''آپ نے دیکھا ہو گا کہ یہاں سے قریب ترین بستی کا فاصلہ بھی پانچ میل سے کم نہیں ہے اور وہ جہاں بھی گیا ہے پیدل گیا ہے۔ کیونکہ جیپ موجود ہے۔ لیکن اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ ایک میل بھی پیدل چل سکے۔''

''پانچ میل کے فاصلے پر کونسی بستی ہے۔''

''محکمہ جنگلات کے ملازمین کے کوارٹرز ہیں!''

''وہاں کسی سے اس کی شناسائی ہے!''

''سبھی سے ہے......! کبھی وہ لوگ ادھر آ جاتے ہیں۔ کبھی ہم میں سے کچھ ادھر چلے جاتے ہیں!''

''سپاہی کا نام کیا ہے۔''

''مبارک علی....!''

''اچھی بات ہے!'' فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ ''ہم دیکھتے ہیں۔ تمہاری جیپ لے جا رہے ہیں!''

''ضرور......ضرور......'' جناب......لل......لیکن یہ لاشیں!''

''جلد ہی یہاں سے اٹھ جائیں گی بے فکر رہو!''

ہیلی کاپٹر وہیں چھوڑ کر وہ جیپ میں روانہ ہوئے۔ حمید ڈرائیو کر رہا تھا۔

''میں نے تو نہیں دیکھی وہ بستی!'' اس نے کہا۔

''بس سیدھے چلتے رہو۔ میں بتاؤں گا۔''

''آخر آپ ان اموات کے سلسلے میں کس نتیجے پر پہنچے ہیں!''

''کسی بھی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا!۔ فی الحال اس نکتے پر غور کر رہا ہوں کہ شہزاد کی لاش وہاں سے کچھ لوگوں نے ہٹائی تھی۔ لیکن وہ محفوظ رہے۔ پھر یہ تینوں لاشیں بھی ہٹائی گئیں لیکن لاشیں ہٹانے والے کسی حادثے کا شکار نہیں ہوئے اور میں بھی اس جگہ کا جائزہ لے چکا ہوں کچھ دیر وہاں ٹھہرا بھی تھا۔''

''بہتر ہے! اب کسی عامل روحانی سے رجوع کیجئے۔''

''فضول باتیں مت کرو!''

''وہ علاقہ عرصہ سے مشکوک ہے۔''

''میں نہیں سمجھا!''

''پچھلے سال تیل تلاش کرنے والی ایک ٹیم کو بھی ایسے ہی حالات سے دو چار ہونا پڑا تھا۔''

''لیکن میں نے تو پچھلے سال ایسی کوئی حیرت انگیز خبر نہیں سنی تھی!''

''جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ ان کی کچھ گاڑیاں حیرت انگیز طور پر ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں!''

''اور اس ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔'' حمید نے سوال کیا۔

''ہوں......!'' فریدی ونڈ اسکرین پر نظر جمائے ہوئے بولا۔ ''اب بائیں جانب موڑ لو!''

''اگر وہ اس بستی میں بھی نہ ملا تو......؟''

''صبر کریں گے۔'' فریدی نے کسی قدر تلخ لہجے میں کہا اور حمید کو ایسے انداز میں دیکھنے لگا جیسے اس کا یہ سوال قطعی غیر ضروری رہا ہو۔

آٹھ یا دس کوارٹروں اور چند جھونپڑیوں پر مشتمل اس چھوٹی سی بستی میں پہنچ کر جیپ رکی ہی تھی کہ چھوٹے چھوٹے بچے گھروں سے نکل آئے اور ٹاٹ کے پردوں کے پیچھے سے متعدد آنکھیں جھانکنے لگیں۔ جلد ہی ایک ایسا آدمی مل گیا تھا جو کردھنا چوکی کے پانچوں افراد سے

واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے بتایا کہ مبارک علی بستی میں نہیں آیا۔ بستی والوں کو دونوں حادثوں کی خبر ہوگئی تھی۔

''جناب عالی!'' اس آدمی نے کہا۔ ''وہاں کوئی بدروح بہت عرصے سے اپنا اڈہ بنائے ہوئے ہے۔ کتنے ہی مویشی اسی طرح ہلاک ہو چکے ہیں۔''

حمید نے ہونٹ بھینچ کر طویل سانس لی اور جیب میں پڑے ہوئے پائپ کو ٹٹولنے لگا۔

''چرواہے تو دور ہی دور رہتے ہیں!'' وہ آدمی کہہ رہا تھا! ''پتا نہیں کتنی بھیڑیں حیرت انگیز طور پر مر گئیں۔ لیکن کوئی ادھر دھیان ہی نہیں دیتا۔ اب شاید کچھ انتظام ہو جائے کیونکہ اب آدمی بھی وہاں محفوظ نہیں رہا!''

''مبارک علی یہاں بھی نہیں ملا تو اب کہاں مل سکے گا!'' فریدی نے پوچھا۔

''اسسٹنٹ فارسٹ آفیسر کے دفتر میں بھی دیکھ لیجئے! چوکی والے وہاں بھی بیٹھتے ہیں!''

پھر اس نے انہیں اس دفتر کا پتہ بتایا تھا۔ اس طرف روانہ ہونے سے قبل فریدی نے حمید سے کہا! ''اسے ممنوعہ علاقہ قرار دیا جانا چاہئے!''

''اس خبیث روح وجہ سے۔؟'' حمید نے طنزیہ لہجے میں سوال کیا۔ فریدی کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔ لیکن کچھ بولا نہیں۔ جیپ اسسٹنٹ فارسٹ آفیسر کے دفتر کی طرف جا رہی تھی۔

''اس قسم کے قضیئے ہمارے ہی مقدر میں لکھ دیئے جاتے ہیں۔'' حمید بڑبڑایا۔

''تم آخر چاہتے کیا ہو!''

''نرم نرم بستر......اور......''

''شٹ اپ!''

''مبارک علی آسانی سے مل جانے کے لیے نہیں غائب ہوا۔''

''ہوسکتا ہے اسے بھی کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو!'' فریدی نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

''لہٰذا تگ ودو فضول ہے۔''

''سچ مچ ناکارہ ہو چکے ہو۔'' فریدی نے کہا اور سگار سلگانے لگا۔

اسسٹنٹ فارسٹ آفیسر کے دفتر میں انہیں مبارک علی کی لاش ملی۔ لیکن یہ لاش ویسی نہیں تھی جیسی وہ کچھ دیر پہلے پولیس چوکی میں دیکھ چکے تھے۔

اسسٹنٹ فارسٹ آفیسر کہہ رہا تھا۔ ''بس جناب یہ آیا ایک گلاس پانی پیا اور فوراً ہی سینے

میں شدید درد کی شکایت کی......آرام کرسی پر لیٹا اور ختم ہو گیا۔"

"یہاں تک کس طرح پہنچا تھا؟" فریدی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"سائیکل پر آیا تھا!"

"لیکن انچارج نے تو سائیکل کا ذکر نہیں کیا تھا۔" حمید نے فریدی سے کہا۔" وہ زیادہ تر پیدل ہی چلنے کی بات کرتا رہا تھا۔"

"سائیکل کہاں ہے!" فریدی نے اسسٹنٹ آفیسر سے سوال کیا۔

"میرا آدمی اسی پر چوکی گیا ہے۔ اطلاع دینے۔ ہماری گاڑی کئی دن سے خراب پڑی ہے۔"

"وہ اس وقت یہاں کیوں آیا تھا؟"

"کچھ بتانے سے قبل ہی ختم ہو گیا تھا جناب!"

"کیا آپ کو اس کے تینوں ساتھیوں کی موت کی اطلاع مل چکی ہے!"

"نہیں......تو۔" وہ خوفزدہ انداز میں بولا۔

"وہ تینوں بھی مر چکے ہیں اور اس کی ذمہ داری سراسر آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔"

"جی میں نہیں سمجھا!"

"میرا مطلب تھا محکمہ جنگلات پر عائد ہوتی ہے!"

"آخر کیوں؟ کس طرح.....!"

"چتلی پہاڑیوں والے علاقے کو آپ لوگوں نے ممنوعہ کیوں نہیں قرار دیا؟"

"تو کیا وہ تینوں وہیں......!"

"جی ہاں......ان کی ہڈیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہیں!"

"اور وہ فلم والے بھی......خدایا یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ اسے ممنوعہ علاقہ کیوں نہیں قرار دیا گیا۔"

"وہاں سے کبھی کبھی مویشیوں کے اتلاف جان کی اطلاع ملتی تھی۔ جسے غیر معمولی نہیں کہا جا سکتا تھا......!"

حمید اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا! دفعتاً بولا۔" وہ گلاس کہاں ہے جس میں اس نے پانی پیا تھا!"

''گلاس......گلاس وہیں ہو گا جہاں ہوتا ہے......!''

''کہاں ہوتا ہے۔'' حمید آگے بڑھتا ہوا بولا۔

وہ اس کے ساتھ اس جگہ پہنچا جہاں کئی مٹکے پانی سے بھرے ہوئے رکھے تھے.... تین گلاس بھی تھے۔

''کس گلاس میں پیا تھا اور کس مٹکے سے پانی نکالا تھا!''

''یہ بتانا تو مشکل ہے! کوئی اسکے پیچھے نہیں آیا تھا!''

''کسی نے پانی پیتے دیکھا تھا!''

''جی نہیں۔''

''پھر آپ نے کیسے کہہ دیا کہ اس نے مرنے سے قبل پانی پیا تھا۔''

''اس نے جب سینے میں درد کی شکایت کی تھی تو بتایا تھا کہ ابھی ابھی پانی پیا ہے۔''

''اس کے بعد بھی کسی نے ان مٹکوں سے پانی پیا تھا۔''

''مجھے علم نہیں۔''

''ان مٹکوں اور گلاسوں کو اب ہاتھ بھی نہ لگایا جائے!'' حمید نے کہا۔

''اوہ تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پانی میں زہر ملا ہوا ہے ......یہاں میرے دفتر کے پانی میں!'' اس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

فریدی اس دوران میں خاموش کھڑا ان کی گفتگو سنتا رہا تھا۔

''ان کا پانی تجزیئے کے لیے لے جایا جائے گا۔ براہ کرم تین بوتلیں فراہم کر دیجئے۔'' حمید نے کہا۔

''ضرور۔ضرور.....!''

''ضابطے کی کارروائی ہے!'' فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

''جی ہاں میں سمجھتا ہوں!'' اس نے کہا اور بوتلوں کی فراہمی کے لیے وہاں سے چلا گیا۔

حمید نے گلاسوں کو اٹھا اٹھا کر سونگھا اور پھر رکھ دیا۔

''تمہارا خیال غلط نہیں ہوسکتا!'' فریدی بولا۔''مرنے والے کے ہونٹ نیلے پڑ گئے ہیں!''

کرائم رپورٹر انور کی تگ ودو کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا تھا۔ فریدی یا حمید سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔ لہٰذا ایک بار پھر نشو فاز اسٹوڈیوز کا رخ کرنا پڑا۔

براہ راست اسٹوڈیو کے منیجر کے کمرے میں پہنچا تھا۔ یہاں اس ہیروئن سے ملاقات ہوئی جس کے بارے میں شاطر سے معلوم ہوا تھا کہ ان دنوں شہزاد کی نظر عنایت اس پر رہی تھی......!"

انور سے براہ راست اس کا تعارف کبھی نہیں ہوا تھا لیکن شاید وہ انور کو پہچانتی تھی۔ اسے دیکھتے ہی مضطربانہ انداز میں کرسی سے اٹھتی ہوئی بولی۔ "اب شاید میں اپنی آواز پریس تک پہنچا سکوں......انور صاحب آپ ایک ایماندار صحافی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو کوئی نہیں خرید سکتا۔"

"بیٹھیے بیٹھیے۔" انور نے کہا۔ "آخر کیا پریشانی ہے......!"

"میری کوئی نہیں سنتا سیٹھ ویلانی کو بھی اندر ہونا چاہئے۔ یہ راشد اور شہزاد کی دشمنی کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ ویلانی اور شہزاد کی دشمنی کا قصہ ہے۔"

"آرام سے بیٹھ جائیے اور پھر بتائیے کیا بات ہے۔"

اسٹوڈیو کے منیجر نے مضطربانہ انداز میں انور کی طرف دیکھا لیکن انور اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"میں یہاں بات نہیں کروں گی۔" ہیروئن بولی۔ "کہیں اور چلئے......!"

"جہاں دل چاہے......!"

"میرے آفس میں چلئے......!"

"یہاں آپ کا بھی کوئی آفس ہے؟"

"کیوں نہیں۔ میں خود بھی تو اپنی فلمیں پروڈیوس کر رہی ہوں!"

"اوہ......اچھا تو چلئے......!"

منیجر سے انور کی شناسائی تھی۔ دونوں کی نظریں ملیں اور انور نے اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تاثر محسوس کیا جیسے وہ اسے اس کے ساتھ جانے سے باز رکھنا چاہتا ہو۔ لیکن وہ رکا نہیں تھا۔ ہیروئن اسے اپنے دفتر میں لائی۔

دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے اور وہ عجیب سی نظروں سے انور کو دیکھتی رہی پھر بولی۔

''آپ بڑی دلکش شخصیت کے مالک ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ آپ نے کبھی فلم کی طرف آنے کے بارے میں کیوں نہیں سوچا۔''

''فضول باتیں سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ ہاں آپ مجھے اس کیس کے سلسلے میں کیا بتانا چاہتی ہیں!''

''ویلانی حرامزادہ بہت دنوں سے میرے چکر میں ہے۔ میں شہزاد کو چاہتی تھی۔ وہ میرا محبوب تھا۔ دنیا جانتی ہے۔اس لیے ویلانی اور راشد نے سازش کر کے اسے......!''

''بات سمجھ میں نہیں آئی۔''

''وہ راشد کی فلم کا فائینسر ہے!''

''آپ کا مطلب ہے ویلانی۔''

''جی ہاں۔ اس نے راشد کو مجبور کیا تھا کہ وہ شہزاد ہی کو ہیرو کاسٹ کرے......آخر اسے کیوں نہیں لیا گیا حراست میں۔''

''شہزاد اور راشد کے درمیان دشمنی تھی۔''

''ویلانی نے راشد کو اسی شرط پر فائنس کیا تھا کہ وہ شہزاد ہی کو کاسٹ کرے اور سنئے! یہ سراسر اتہام ہے کہ شہزاد نے راشد کی بیوی کو ورغلایا تھا۔ وہ کتیا خود ہی مرمٹی تھی شہزاد پر اور راشد سے طلاق لے لینے کے بعد ایک عرصہ تک شہزاد کو خراب وخوار رکھا تھا۔''

''تو آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں۔''

''یقین کیجئے مسٹر انور میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتی کہ آپ بھی فلم انڈسٹری سے منسلک ہو جائیں۔ ہم دونوں مل کر ایسی فلمیں بنائیں گے کہ بس۔ ابھی حال میں، میں نے ہیڈ لے چیز کا ایک ناول پڑھا ہے! ایک ایسے کرائم رپورٹر کی کہانی ہے جو اسمگلرز کے ایک گروہ کے پیچھے پڑ گیا۔ کیا کہانی تھی۔اگر اسے لوکل کلر دے کر ڈرامائی تشکیل کی جائے تو مزہ آ جائے۔''

''یہی اطلاع دینے کے لیے آپ مجھے یہاں لائی تھیں۔''

''اوہ۔ ہاں تو وہ ویلانی سیٹھ۔''

''بس......!'' انور ہاتھ اٹھا کر بولا۔'' آپ کی چاہت بھی مشکوک ہے!''

''میں نہیں سمجھی۔''

''آخر چاہت کا کیا انداز تھا!''

''اچھا اچھا! میں سمجھی!'' وہ ہنس کر بولی۔'' لیکن مسٹر انور چاہت اپنی جگہ بزنس اپنی جگہ میں شہزاد کو اس کی زندگی میں چاہتی تھی۔''

''تو پھر ویلانی کو بھی جہنم میں جھونکیے۔شہزاد تو واپس آ نہیں سکتا۔اگر وہ بھی گرفتار ہو جائے۔''

''جی ہاں اور کیا؟''

''تو پھر میں چلوں......!''

''میرے گھر چلئے تا کہ آپ کو ہیڈ لے چیز کا وہ ناول دکھا سکوں۔''

''مجھے ہیڈ لے چیز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے......!''

''خیر۔خیر۔پھر سہی...!'' وہ ڈھٹائی سے ہنس کر بولی۔'' آپ بہت مصروف آدمی ہیں۔ ویسے خوبصورت مرد میری کمزوری ہیں۔''

''بیوقوف عورتیں میری کمزوری کبھی نہیں رہیں۔'' انور نے کہا اور اس کے آفس سے نکلا چلا آیا۔تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ اسٹوڈیو کا مینجر تیزی سے اس کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

''مسٹر انور پلیز۔ایک منٹ.....!'' اس نے اسے آواز دی۔انور رک گیا۔

''بکواس ہے محض بکواس!'' اس نے قریب پہنچ کر کہا۔

''میں نہیں سمجھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!'' انور نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

''شاداں ویلانی کے بارے میں جو کچھ کہہ رہی تھی محض بکواس ہے! ویلانی نے محض مارکیٹ ویلیو کی بنا پر شہزاد کے کاسٹ کئے جانے پر زور دیا تھا۔قصہ دراصل یہ ہے کہ شاداں نے اپنی ذاتی فلم کے لیے اس سے فائنس مانگا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔''

''تو آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنی رپورٹنگ میں ویلانی کوئی اہمیت نہ دوں۔''

''میں چاہتا ہوں کہ آپ شاداں کے لگائے ہوئے الزام سے متعلق خاصی چھان بین کے بعد رپورٹنگ کریں۔''

''مشورے کا شکریہ! میں خیال رکھوں گا۔''

''آپ کیلئے ایک اہم اطلاع اور بھی ہے۔غالباً آپ کیلئے کارآمد ہو!'' مینجر نے کہا۔

''فرمایئے۔''

''کرنل فریدی نے اس رول کے رش پرنٹس طلب کئے تھے جو شوٹنگ کے وقت کیمرے میں چل رہا تھا۔ لیکن وہ رول لیبارٹری سے غائب ہو گیا۔''

''کس لیبارٹری سے۔''

''گل پروسس سے اور گل پروسس کا مالک رحیم گل شاداں کا بڑا بھائی ہے!''

''اوہ۔''

''میں نے اپنا فرض سمجھا کہ آپ کو آگاہ کر دوں۔ ارشد کے گرد جال بچھایا جا رہا ہے وہ اتنا برا نہیں ہے کہ کسی کے خلاف اس کی دشمنی اسے قتل تک لے جائے۔''

''میں دیکھوں گا۔'' انور نے کہا اور موٹر سائیکل اسٹارٹ کر کے اسٹوڈیو سے نکل بھاگا۔

وہ دونوں کوٹھی میں داخل ہو کر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔ فریدی نے ریسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو۔''

''کرنل صاحب!'' دوسری طرف سے آواز آئی۔

''اوہ۔ انور......!''

''جی ہاں۔ کیا راشد علوی آپ کی کسٹڈی میں ہے!''

''ہوں۔ کیوں؟''

''کیا آپ نے اس مخصوص شوٹنگ کے رش پرنٹس طلب کئے تھے!''

''ہاں کئے تھے! ابھی تک موصول نہیں ہوئے!''

''نہیں موصول ہو سکیں گے!''

''کیا مطلب!''

''نیگٹو کا رول لیبارٹری سے غائب ہو گیا۔''

''تمہیں کیسے معلوم ہوا۔''

''راشد علوی سے میرے مراسم ہیں! اس لیے میں کل سے دوڑ دھوپ کر رہا ہوں۔ آپ سے کئی بار فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر چکا ہوں۔''

''میں یہاں نہیں تھا!''

''کیا میں آ سکتا ہوں......!''

''آ جاؤ۔'' فریدی ریسیور کریڈل پر رکھ کر حمید کی طرف مڑا۔

''آپ نے اسے کیوں بلایا!'' حمید نے پوچھا۔

''وہ خود آنا چاہتا ہے۔ میں نے نہیں بلایا ہے۔ اس نے اطلاع دی ہے کہ وہ رول لیبارٹری سے غائب ہوگیا ہے جس کے رش پرنٹس میں نے منگوائے تھے!''

''اسے اس کی اطلاع کیونکر ہوئی کہ آپ نے رش پرنٹس منگوائے تھے۔''

''میں نہیں جانتا۔''

''اچھی بات ہے۔ میں جا کر خبر لیتا ہوں گل پروسس والوں کی۔''

''ضرور خبر لو۔'' فریدی لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔

حمید فرار چاہتا تھا۔ دو دن سے سکون نصیب نہیں ہوا تھا۔ انور کے آتے ہی پھر وہی قضیہ چھڑ جاتا۔

وہ اپنے کمرے میں آیا اور لباس تبدیل کرنے لگا۔ عجیب سی وحشت ذہن پر طاری تھی.....اس کیس کی طرف سے دھیان ہٹاتا تھا لیکن کامیاب نہیں ہوتا تھا۔ کیا سپاہی مبارک علی اس لیے مر گیا کہ جو کچھ اس نے دیکھا تھا کسی اور کو نہ بتا سکے! ادھر نیگیٹو کا وہ رول لیبارٹری سے غائب ہو گیا جو حادثے کے دوران میں کیمرے میں چلتا رہا تھا..... گویا اس میں بھی کوئی ایسی چیز تھی جو مبینہ حادثے کی وجہ پر روشنی ڈال سکتی!

وہ لباس تبدیل کر کے کمرے سے نکلا اور باہر جا رہی رہا تھا کہ فریدی نے آواز دی اور وہ پھر لیونگ روم کی طرف گھوم گیا۔

''گل پروسس کے پورے عملے کو چیک کرنا۔'' فریدی نے کہا۔

''دودھ کی شیشی اور نیپکن بھی ساتھ کر دیجئے!'' حمید بھنا کر بولا۔

''دفع ہو جاؤ۔''

وہ سر ہلا کر چل دیا۔ ''جیسے دفع ہو جاؤ'' سنے بغیر توانائی میں کمی واقع ہو جاتی......گل پروسس اسی سڑک کی ایک عمارت میں واقع تھا جس پر نشو فاز اسٹوڈیو کی عمارات تھیں۔ حمید کی

گاڑی عین پروسس کے دفتر کے سامنے جا رکی لیکن وہ گاڑی سے اترا نہیں۔ انجن بند کر کے بیٹھا عمارت کو گھورتا رہا۔ سوچ رہا تھا کہ اسے رحیم گل سے کس طرح پیش آنا چاہئے کیونکہ وہ انڈسٹری کا دادا بھی کہلاتا تھا۔ شہر کے متعدد بڑے بدمعاش اس کے گرد پھرتے تھے۔ خود بھی دیو پیکر قسم کا آدمی تھا۔ بزنس بھی دھونس دھڑلے کی بنا پر کرتا تھا۔ ورنہ آس پاس کئی لیبارٹریز اور بھی تھیں۔ حمید گاڑی سے اتر کر آفس پہنچا۔

لیبارٹری انچارج سے ملاقات ہوئی۔ خود رحیم گل اس وقت موجود نہیں تھا۔

حمید نے رش پرنٹس کے بارے میں استفسار کیا۔

''ہمیں وہ رول ہی موصول نہیں ہوا جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں!'' اس نے کہا اور حمید نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گیا۔ عقابی نظریں لیبارٹری انچارج کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

''آپ تو اس طرح دیکھ رہے ہیں جناب جیسے میں غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں!'' لیبارٹری انچارج نے کہا۔

''رحیم گل کہاں ہیں!'' حمید نے خشک لہجے میں پوچھا۔

''مجھے علم نہیں۔''

''وہ رجسٹر لاؤ جس میں روزانہ کا اندراج کرتے ہو۔''

''جی ہاں......رجسٹر بھی دیکھ لیجئے!'' انچارج دوسری میز کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ اور اس پر سے ایک رجسٹر اٹھا کر حمید کے سامنے رکھ دیا۔

''کل سے آج تک کے مندرجات دکھاؤ۔''

وہ رجسٹر کے ورق الٹنے لگا۔

''یہ دیکھئے یہاں سے کل کے اندراجات کی ابتداء ہوئی ہے!'' انچارج نے نشاندھی کی۔

حمید نے بغور جائزہ لے ڈالا مگر آر۔ اے پروڈکشن کا کوئی اندراج نہ ملا۔

''لیکن پروڈکشن منیجر نے اطلاع دی تھی کہ رول یہیں دیا گیا ہے۔'' حمید نے کہا۔

''خدا جانے جناب......اگر یہاں دیا ہوگا تو اس کے پاس رسید ضرور ہوگی!'' اس نے بیزاری سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اسے دیکھتا ہوں......!'' حمید نے کہا اور دفتر سے باہر آ گیا۔ راشد

علوی کا کام رک گیا تھا۔ ضروری نہیں تھا کہ اس کے پروڈکشن مینجر سے اسٹوڈیو ہی میں ملاقات ہو جاتی۔ پھر بھی وہ نشو فاز اسٹوڈیوز کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہاں اسٹوڈیو کے مینجر سے ملاقات ہوئی اور اس نے بتایا کہ راشد علوی کے دفتر میں تالا پڑا ہوا ہے۔ اس کے یونٹ کا کوئی آدمی اس وقت اسٹوڈیوز میں نہیں مل سکے گا اور پھر خود اسی نے حمید سے پوچھ لیا!'' کیوں جناب اس رول کا سراغ ملا یا نہیں؟''

حمید چونک کر اسے دیکھنے لگا اور وہ جلدی سے بولا!'' کیوں کیا میں نے کوئی غلط بات پوچھ لی ہے جناب!''

''قطعی نہیں!'' حمید نے سر کو منفی جنبش دے کر کہا!'' تو یہ بات خاصی مشہور ہو گئی ہے؟''

''میں نہیں جانتا کہ کیسے مشہور ہوئی!'' مینجر سٹپٹا کر بولا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

''لیکن گل پروسس والے کہتے ہیں کہ رول ان کے یہاں سرے سے پہنچا ہی نہیں۔'' حمید اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

''بڑی عجیب بات ہے......!''

''میں نے رجسٹر بھی دیکھا ہے! اس رول سے متعلق کوئی اندراج نہیں ملا۔''

''تو انہوں نے صاف انکار کر دیا!'' مینجر نے متحیرانہ انداز میں پوچھا!

''ظاہر ہے! تبھی تو مجھے راشد کے پروڈکشن مینجر کی تلاش ہے!''

''مارا گیا بیچارا!''

''رحیم گل کے ڈر سے سچی بات نہ بتا سکے گا اور دوسری طرف سے آپ لوگ اس کی گردن دبائیں گے۔''

''رسید تو ہوگی اس کے پاس!''

''بہتیرے کاموں کا اندراج سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ پھر رسید کیسی۔ اگر میرا نام منظر عام پر نہ آئے تو میں بھی کچھ بتاؤں آپ کو۔''

''ضرور......ضرور......میں غیر شادی شدہ ہوں......!''

''جی میں نہیں سمجھا۔''

''شادی شدہ لوگوں سے راز کی باتیں نہیں کہی جاتیں۔ وہ اپنی بیویوں کو بتاتے ہیں۔

اور بیویاں پڑوسنوں تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس طرح شہر میں ڈھنڈورا پٹ جاتا ہے!''

منیجر بے ڈھنگے پن سے ہنس کر بولا!'' بجا فرمایا......ایسا ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح بہتیرے سرکاری راز منظر عام پر آ جاتے ہیں۔''

''لہٰذا جو کچھ بتانا ہے اطمینان سے بتائیے!''

''پروڈکشن منیجر نے وہ رول خود رحیم گل کے ہاتھ میں دیا تھا اور اسے آگاہ کر دیا تھا کہ رش پرنٹس محکمہ سراغرسانی کو جائیں گے!''

''تو پھر ہو سکتا ہے کہ رحیم گل ہی اس سلسلے میں جوابدہی کر سکے!''

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جناب! لیبارٹری انچارج اس کی طرف سے جوابدہی کر چکا اب کسی کی زبان سے نہیں نکلے گا کہ وہ رول وصول کیا گیا تھا۔''

''آپ کو کیسے علم ہوا تھا کہ رول غائب ہو گیا؟ ظاہر ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں خاصی رازداری برتی ہو گی۔''

''بقول آپ کے عورتیں راز کی باتیں شہر میں پھیلا دیتی ہیں۔'' منیجر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا!'' رحیم گل کی محبوبہ کسی سے کہہ رہی تھی میں نے سن لیا!''

''وہ کہاں ملے گی۔''

''اپنے فلیٹ میں۔''

''مجھے دونوں کا پتہ چاہئے!''

''دوسرا کون۔''

''راشد کا پروڈکشن منیجر......!''

''اس سے کچھ پوچھنا فضول ہے۔ رحیم گل اس کا منہ بند کر چکا ہو گا۔''

''ہم کھلوالیں گے؟''

''تو پھر اس کی جان بھی جائے گی۔''

''براہ کرم آپ ان دونوں کے پتے لکھوا دیجئے۔ یہ سب کچھ دیکھنا ہمارا کام ہے!''

''وہ نصیر بلڈنگ کے کسی فلیٹ میں رہتی ہے! نصیر بلڈنگ چیتھم روڈ کے فلیٹ کا نمبر مجھے نہیں معلوم......نام ماریہ ہے!''

پھر اس نے پروڈکشن مینجر کا پورا پتہ لکھوا کر کہا۔ ''براہ کرم اس کا خیال رکھئے گا کہ ماریہ کے سلسلے میں میرا نام نہ آنے پائے۔ رحیم گل بھیڑیا ہے۔ کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اب یہی دیکھئے کہ آپ لوگوں کے ساتھ بھی فراڈ کر رہا ہے۔''

حمید نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور اپنی گاڑی میں آبیٹھا! وہ سوچ رہا تھا کہ ماریہ سے پہلے پروڈکشن مینجر کو دیکھنا چاہئے۔

دس منٹ بعد وہ اس کے ٹھکانے پر پہنچ گیا۔ متوسط درجہ کی ایک گھنی آبادی کے درمیان ایک چھوٹے سے مکان میں رہتا تھا۔ حمید کو دیکھتے ہی اس پر بدحواسی طاری ہوگئی۔

''آپ نے ابھی تک رش پرنٹس نہیں بھجوائے!'' حمید نے کہا!

''اوہ۔ جناب...... خدا جانے کیا ہوا...... میری سمجھ میں تو نہیں آتا!'' وہ ہانپتا ہوا بولا۔

''کیا سمجھ میں نہیں آتا!''

''رول کمرے میں نہیں تھا!'' وہ تھوک نگل کر بولا۔

''کیا بات ہوئی......!''

''مجھ سے کہا گیا تھا کہ اس شوٹنگ کے رش پرنٹس نکلوا کر آپ کو بھجوا دوں...... لیکن جناب جب یہ کام کرنے چلا تو معلوم ہوا کہ رول کیمرے میں موجود ہی نہیں ہے!''

''اس جھوٹ کا کتنا معاوضہ ملا ہے۔'' حمید نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

''جج...... جی میں نہیں سمجھا!'' وہ خوفزدہ ہو کر بولا۔

''معاوضہ ملا ہے یا اس نے محض دھمکی سے کام چلا لیا۔''

''آپ کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔''

''آپ نے وہ رول رحیم گل کو دیا تھا۔''

''پپ...... پتا نہیں آپ......!''

''سچی بات مسٹر۔'' حمید نے آنکھیں نکالیں۔

''رول کیمرے میں نہیں تھا۔''

''ایک اہم شہادت ضائع کر دینے کے الزام کے تحت آپ گرفتار بھی کئے جا سکتے ہیں!''

''میں نے کوئی شہادت ضائع نہیں کی۔ میں قسم کھا سکتا ہوں!''

''اس کے باوجود بھی الزام سے نہیں بچ سکتے! کیونکہ میرے پاس ایسے شاہد موجود ہیں جنہوں نے آپ کو وہ رول رحیم گل کے حوالے کرتے دیکھا تھا۔''

''خدا کے لیے مجھ پر رحم کیجئے۔''

''آپ خود اپنے آپ پر رحم کرنے کی کوشش کیجئے!''

''میں مفت میں مارا جا رہا ہوں جناب۔''

''اچھی بات ہے میں چلا۔''

''ایک منٹ......! میں بہت خوفزدہ ہوں۔''

''تو پھر سچی بات کہہ دینے میں دیر نہ لگایئے۔ آپ کی حفاظت ہمارا ذمہ ہے!''

''جی ہاں! رول میں نے اسے کل ہی دے دیا تھا۔ لیکن آج سہ پہر کو گھبرایا ہوا میرے پاس آیا اور رول کے گم ہو جانے کی اطلاع دی۔ پھر بولا کہ میں آپ لوگوں کو اس کے کیمرے ہی سے گم ہو جانے کی کہانی سنا دوں!''

''اور آپ نے سنا دی!'' حمید نے تلخ لہجے میں کہا!

''مجبوری جناب! اس سے سب ڈرتے ہیں......اس کے کئی عزیز بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہیں اور خود بھی بہت بڑا غنڈہ ہے۔''

''مجھے علم ہے۔''

''بس تو پھر اب میری عزت آپ ہی کے ہاتھ ہے۔''

''خیر میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں!''

''بہت بہت شکریہ جناب۔''

''رحیم گل سے ماریہ کا کیا تعلق ہے۔''

''وہ اس کی داشتہ ہے۔''

''کوئی دیسی عورت......!''

''جی نہیں یوریشین ہے۔ باپ انگریز اور ماں سیامی تھی!''

''شاید وہ اپنے فلیٹ میں تنہا نہیں رہتی۔''

''تنہا رہتی ہے جناب۔''

کیا وہ اس کی لیب میں آتی رہتی ہے۔''

''سارا دن لیب ہی میں تو گزارتی ہے۔''

''وہ شاید نصیر بلڈنگ میں رہتی ہے۔لیکن فلیٹ کا نمبر مجھے نہیں معلوم۔کیا آپ بتا سکیں گے۔''

''فلیٹ نمبر تیرہ۔''

''اچھی بات ہے!'' حمید طویل سانس لے کر بولا۔''اگر رحیم گل آپ سے پوچھے تو یہی بتایئے گا کہ آپ نے مجھے کیمرے ہی سے رول غائب ہو جانے کی کہانی سنائی ہے۔''

''زندگی بھر آپ کا احسان مند رہوں گا۔''

تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی تھی کہ رول رحیم گل کی لیبارٹری ہی سے غائب ہوا تھا۔ حمید سوچ رہا تھا کہ اب ماریہ کو دیکھے یا پہلے فریدی کو ان حالات سے مطلع کر دے۔

گاڑی اسٹارٹ کر کے سڑک پر آ نکلا اور پھر ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ کے قریب رکا۔

فریدی گھر ہی پر موجود تھا۔حمید سے اب تک کی روداد سن کر بولا!''ماریہ سے پوچھ گچھ کرنے سے قبل یہ معلوم کرو کہ اس نے رول غائب ہو جانے سے متعلق کسے بتایا تھا۔''

''اسٹوڈیو کے مینجر کے علاوہ اور کوئی نہ بتا سکے گا!'' حمید نے ماؤتھ پیس میں کہا۔''اور اگر اسے بتانا ہوتا تو پہلے ہی بتا دیتا۔''

''یہ ضروری ہے......ورنہ وہ بھی مکر جائے گا۔''

''رحیم گل کے لیے کیا کیا جائے۔''

''یہ مجھ پر چھوڑ دو۔تم اس سے مت بھڑنا۔''

''کیا آپ بھی اسے خطرناک سمجھتے ہیں!''

''اوہ۔فضول باتوں میں کیوں پڑتے ہو۔جو کہہ رہا ہوں کرو!''

حمید نے برا سا منہ بنا کر رابطہ منقطع کر دیا۔

ایک بار پھر اس کی گاڑی نشو فاز اسٹوڈیوز کی طرف جا رہی تھی۔ رول کسی بھی طرح غائب ہوا ہو۔مقصد صاف ظاہر تھا۔تو کیا سچ مچ راشد کو الجھانے کے لیے کوئی شہادت ضائع کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔لیکن پھر ان کانسٹیبلوں کی اموات کو کس خانے میں فٹ کیا جائے گا۔ وہ کیوں مارے گئے اس سے پہلے اس علاقے میں مویشیوں کو بھی حادثے پیش

آتے رہے تھے۔ ایک سروے ٹیم کی گاڑیاں ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں۔ یہ سب کیا تھا...... پھر سپاہی مبارک علی اس طرح مر گیا؟ ابھی تک پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نہیں ملی تھی۔ پانی کے تجزیئے سے کیا نتیجہ برآمد ہوا؟ وہ اس سے بھی لاعلم تھا۔

اسٹوڈیو کے پارکنگ شیڈ میں گاڑی پارک کر کے وہ مینجر کے کمرے کی طرف بڑھا۔ مینجر آفس میں موجود نہیں تھا۔ لیکن کئی اور افراد بیٹھے نظر آئے۔ حمید نے مینجر کے متعلق استفسار کیا۔

چپڑاسی نے بتایا کہ وہ کسی فلور پر گیا ہوا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جلد ہی اس کی واپسی بھی ہو جائے۔

''تلاش کر کے میری آمد کی اطلاع دو۔ یہ اشد ضروری ہے!'' حمید نے اس سے کہا اور وہیں بیٹھ گیا! دوسرے لوگ خاموش ہو گئے تھے! چپراسی چلا گیا!

کمرے کی فضا پر خاموشی مسلط تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے وہ لوگ اس کے وہاں پہنچنے سے قبل کسی خاص موضوع پر گفتگو کرتے رہے ہوں اور اس کی موجودگی میں اسے جاری رکھنا مناسب نہ سمجھتے ہوں۔ حمید نے جیب سے پاؤچ نکالی اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد چپراسی پلٹ آیا اور حمید کے قریب جھک کر آہستہ سے بولا۔ ''مینجر صاحب دفتر میں آپ سے نہیں ملنا چاہتے۔ باہر منتظر ہیں۔''

''اچھا۔'' حمید اٹھتا ہوا بولا۔ مینجر سے لان پر ملاقات ہوئی۔ اس کے چہرے سے تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔

''ایک بات میں آپ سے پوچھنا بھول گیا تھا۔'' حمید نے کہا۔

''فرمائیے......؟''

''ماریہ نے کسے اطلاع دی تھی کہ رول گم ہو گیا......!''

''اوہ۔ جناب یہ تو یاد نہیں۔''

''پلیز۔'' حمید ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ''ہماری تفتیش کے نتائج اخبارات تک نہیں پہنچتے۔''

''اس نے شاداں کو بتایا تھا۔ شاداں سے آپ واقف ہوں گے۔ وہ رحیم گل کی چھوٹی بہن بھی ہے......!''

''شاداں......وہ اداکارہ...... جو شہزاد کے لیے رو رہی تھی۔''

''جی ہاں......وہی......!''

''بہت بہت شکریہ! اس وقت کوئی اور بھی موجود تھا؟''

''جی نہیں! میں نے بھی یہ بات ان دونوں کی لاعلمی میں سن لی تھی۔''

''شاداں تو مجھے کچھ پاگل پاگل سی لگتی ہے۔''

''خیال ہے آپ کا! اول درجے کی چالاک ہے! گھریلو زندگی میں بھی اداکاری کرتی رہتی ہے۔ آپ نے تو دیکھا ہی تھا کہ شہزاد کے لیے کس طرح پچھاڑیں کھا رہی تھی!''

''تو کیا وہ اداکاری تھی۔''

''صدفی صد جناب۔'' منیجر طویل سانس لے کر بولا۔ ''حد درجہ کی کینہ توز بھی ہے۔ آج ہی اسٹار کے کرائم رپورٹر کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہی تھی کہ راشد تو محض شو بوائے کی حیثیت رکھتا ہے حقیقتاً شہزاد کی موت کا ذمہ دار ویلانی سیٹھ ہے۔''

''وہ کس طرح؟''

''وہ اس طرح کہ ویلانی سیٹھ نے راشد کو اسی شرط پر فائنس کیا تھا کہ ہیرو کے لیے شہزاد کو کاسٹ کرے۔''

''کیا حقیقت بھی یہی ہے!''

''ہے تو حقیقت ہی لیکن ویلانی سیٹھ کو شہزاد سے کیا پُرخاش ہو سکتی ہے وہ تو اس نے یہ شرط اس لیے رکھی تھی کہ شہزاد کا نام باکس آفس کی ضمانت بن کر رہ گیا تھا۔

''اور پھر اسٹنٹ فلموں میں کوئی کہانی تو ہوتی ہی نہیں۔ بس ہیرو ہی ہیرو ہوتا ہے!''

بہر حال کوئی وجہ تو ہوگی ویلانی کے خلاف شبہ ظاہر کرنے کی۔''

''شاداں نے اپنی ذاتی فلم کیلئے ویلانی سے فائنس مانگا تھا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔''

''اوہ......تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ محض ویلانی کو پھنسانے کے لیے اس طرح بلبلا کر رو رہی تھی۔''

''میں نے سب کچھ گوش گزار کر دیا۔ نتیجہ آپ خود اخذ فرمائیے۔''

''شاداں سے کہاں ملاقات ہو سکے گی۔''

''بیٹھی ہوئی ہے اپنے آفس میں۔''

''کدھر ہے آفس......!''

''سامنے والی راہداری میں بائیں جانب۔ دلشاد پروڈکشنز کا بورڈ ہے۔''

''اچھا! شکریہ!''

''میرا نام نہ آنے پائے۔''

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔'' کہتا ہوا حمید آگے بڑھ گیا۔ راہداری میں داخل ہو کر بائیں جانب کے بورڈ دیکھتا ہوا چلتا رہا۔ دلشاد پروڈکشنز کے سامنے رک کر دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

''یس کم ان!'' اندر سے نسوانی آواز آئی۔

حمید نے دروازہ کھولا۔ وہ سامنے ہی بیٹھی نظر آئی اور حمید کر دیکھتے ہی اس طرح اچھل پڑی جیسے دفتر میں ہاتھی گھسا چلا آ رہا ہو۔''

''اوہ کیپٹن!'' وہ سنبھالا لے کر بولی۔''آیئے آیئے......زہے نصیب کہ آپ نے قدم رنجہ فرمایا......!''

''نہیں تو......!'' حمید نے بوکھلاہٹ میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی......!''

''میں نے تو نہیں فرمایا قدم رنجہ......!''

''م......مطلب یہ کہ آپ تشریف لے آئے......!''

''لیکن قدم رنجہ......!''

''کہتے ہیں......'' وہ ہنس کر بولی۔

''پلیز۔'' حمید ہاتھ اٹھا کر بولا۔''اتنی گاڑھی اردو میں بات نہیں ہو گی۔ انگلش میڈیم میں میری تعلیم ہوئی تھی۔ اردو کمزور ہے۔''

''آپ تشریف تو رکھئے!'' وہ چہک کر بولی۔

شکریہ......شکریہ......!'' حمید بیٹھتا ہوا بولا۔

''کیا پئیں گے۔''

کچھ پینے نہیں آیا۔ آپ سے صرف ایک بات دریافت کرنی تھی۔''

''فرمائیے......!''

''آپ اتنی خوبصورت کیوں ہیں......کیا آپ بھی لکس ٹائیلٹ صابن کھاتی ہیں!''

وہ منہ دبا کر ہنسنے لگی۔ پھر بولی:'' آپ بہت دلچسپ اور ہنس مکھ آدمی ہیں کیپٹن......!''

''نہیں واقعی بتائیے میں محسوس کرتا ہوں کہ میری رنگت کچھ مدھم پڑتی جارہی ہے۔''

''کپتان صاحب! تشریف آوری کا اصل مقصد ظاہر فرمائیے!''

''آپ کی اردو بہت خوفناک ہے!''

وہ کچھ نہ بولی عجیب نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔ حمید نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

''کل میں نے مسٹر رحیم گل کے ساتھ ایک یوریشیئن لڑکی دیکھی تھی۔ اس کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں......!''

''اس سے کیا قصور سرزد ہوا ہے!''

''میری ایک ایسی گرل فرینڈ سے مشابہت رکھتی ہے جس کا انتقال ہو چکا ہے۔''

''سمجھ گئی!'' وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

''کیا سمجھ گئیں!''

''آپ میرے بھائی کو بھی کسی معاملے میں الجھانا چاہتے ہیں!''

''خواہ مخواہ۔''

''نہیں کپتان صاحب۔ پلیز......صاف صاف بتائیے۔''

''ذاتی دلچسپی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔''

''میرا بھائی خطرناک ہے۔''

''بے فکر رہئے۔ رقابت مول لینے کا ارادہ نہیں ہے!''

''اس کے بارے میں آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔''

''کیا وہ لیبارٹری میں کام کرتی ہے۔''

''جی نہیں۔ گل صاحب کی گرل فرینڈ ہے۔''

''کہاں رہتی ہے۔''

''نصیر بلڈنگ کے تیرھویں فلیٹ میں۔''

''نصیر بلڈنگ کہاں ہیں۔''

''چیتھم روڈ پر۔''

''شکریہ!'' حمید اٹھتا ہوا بولا۔

''نہیں ابھی تشریف رکھئے! میں بھی کچھ پوچھوں گی۔ کیا یہ اسی رول کا قصہ ہے!''

''آپ بہت ذہین ہیں مس شاداں۔''

''کیا قصہ ہے!''

''میرا خیال ہے کہ قصہ آپ ماریہ سے سن چکی ہیں!''

''اچھا تو پھر......!''

''راشد کا پروڈکشن منیجر کہتا ہے کہ رول کیمرے ہی سے غائب ہو گیا تھا۔ اس کے گل پروسس تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔''

وہ مستفسرانہ نظروں سے حمید کو دیکھتی رہی اور حمید نے خاموشی اختیار کر لی۔

''آپ کہنا کیا چاہتے ہیں!'' شاداں نے تھوڑی دیر بعد پوچھا!

''لیکن ماریہ نے آپ کو اطلاع دی تھی کہ رول لیبارٹری سے غائب ہوا تھا!''

''آپ کو اس کا علم کیونکر ہوا کہ اس نے مجھے کوئی ایسی اطلاع دی تھی!''

''میرا محکمہ مخبروں کی شخصیت ظاہر نہیں کرتا۔''

''خیر......میں سمجھ گئی!''

''کیا سمجھ گئیں۔''

''ماریہ جانتی ہوگی کہ یہ خبر کس نے آپ تک پہنچائی ہے!''

''آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔''

''یہی کہ ماریہ میرے بھائی سے چھٹکارا پانا چاہتی ہے۔''

''آپ بات کو الجھاتی ہی چلی جا رہی ہیں!''

''وہ جانتی ہے کہ سیدھے سادھے طریقوں سے میرے بھائی کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔ وہ اسے دفن کر دے گا۔''

''اچھا تو پھر۔''

''اس نے کسی کو سنانے ہی کے لیے مجھے وہ اطلاع دی تھی تاکہ بات آپ تک پہنچ جائے آپ میرے بھائی کو بند کر دیں اور وہ آزاد ہو جائے۔''

''آپ کی دانست میں آپ دونوں کی گفتگو کس نے سنی ہو گی!''

''مجھے علم نہیں۔ بہر حال میرا بھائی خطرے میں ہے۔''

''آپ نے مسٹر گل سے اس کا تذکرہ کیا تھا۔''

''کیوں نہ کرتی۔ معاملہ پولیس کا تھا لیکن گل صاحب نے ماریہ کے بیان کی تردید کر دی۔''

''یعنی رول لیب تک پہنچا ہی نہیں تھا!''

''جی ہاں۔ انہوں نے ہی بتایا ہے۔''

''تو پھر اس کا یہ مطلب ہوا کہ راشد کے پروڈکشن مینجر کا بیان درست تھا۔''

''کیا آپ اتنی ہی آسانی سے اس پر یقین کر لیں گے۔''

''ظاہر ہے کہ پوری طرح مطمئن ہو جانے سے قبل یقین کر لینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔''

''ماریہ یہی چاہتی ہے۔''

''میں نہیں سمجھا۔''

''وہ اول درجے کی کتیا ہے۔ گل سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہے۔ اگر وہ ایسے ہی کسی معاملے میں الجھ جائیں تو وہ دوسروں کے ساتھ بھی عیش کر سکے گی۔ ابھی حال ہی میں اس نے ایک نیا دوست بنایا ہے۔ فرانسیسی ہے! اس سلسلے میں گل سے جھگڑا بھی ہوا تھا۔''

''کیا اس کے سارے اخراجات مسٹر گل ہی اٹھاتے ہیں۔''

''جی ہاں..... قطعی۔''

''بہر حال وہ رول غائب ہو گیا اور اس سلسلے میں بعض لوگ بہت سنجیدگی سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ پتا نہیں وہ راشد کو بچانا چاہتے ہیں یا جہنم میں جھونک دینا چاہتے ہیں۔''

''ویلانی سیٹھ سے بھی پوچھ گچھ کی آپ نے۔''

''ہم اپنے طور پر سب کو دیکھ رہے ہیں۔''

''راشد اور شہزاد کو یکجا کرنے کی ذمہ داری اسی پر ہے!''

''ہمیں علم ہے......!''

''لیکن اسے حراست میں نہیں لیا گیا۔''

''ہر مشتبہ آدمی کو حراست میں نہیں لیا جا سکتا!''

''ماریہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے!''

''آنکھیں کرنجی نہ ہوتیں تو لاجواب ہوتی۔''

''آپ بہت ہنس مکھ ہیں۔ لیکن کرنل فریدی کے تصور سے بھی ہول آتا ہے۔''

''میرا خیال ہے کہ انہوں نے کسی سے بھی سخت لہجے میں گفتگو نہیں کی تھی!''

''عجیب شخصیت ہے......بس الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے......!'' وہ طویل سانس لے کر بولی۔ ''یوں سمجھ لیجئے دلکش بھی ہے اور خوفناک بھی۔ دلکش اس صورت میں کہ ان سے آنکھیں نہ ملنے پائیں۔ آنکھیں ملتے ہی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دل سینے سے اچھل کر حلق میں آ گیا ہو!''

''آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں پچھلے سال ایک خاتون کو آنکھیں ملتے ہی قے ہو گئی تھی اور دل حلق کے باہر آ گیا تھا۔''

''میں مذاق نہیں کر رہی......حقیقت بیان کر رہی ہوں......!''

''اس فرانسیسی کے بارے میں کچھ بتایئے جس سے ماریہ کی دوستی ہے!''

''نیشنل اسٹوڈیوز میں ساؤنڈ انجینئر ہے۔ والگو نام ہے۔'' اس نے کہا۔

''آپ خواہ مخواہ اتنی دور جا رہے ہیں۔ بس ویلانی سیٹھ کو ٹٹولیے۔ حقیقت سامنے آ جائیگی۔''

''آپ بھی تو شاید کوئی فلم پروڈیوس کرنے والی ہیں......!''

''جی ہاں! اور میرا دعویٰ ہے کہ باکس آفس ہٹ ہو گی۔''

''موضوع کیا ہے۔''

''پیروڈی۔ چراغ الہ دین کی پیروڈی۔''

''واقعی ہٹ ہو گی کیونکہ قوم کی خوش مزاجی عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔''

''بس دشواری یہ ہے کہ انڈسٹری میں کوئی ایسا آدمی موجود نہیں ہے جو چراغ کے جن کا رول ادا کر سکے۔''

''اگر میں فراہم کر دوں تو۔''

''اگر آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں تو بیحد مشکور ہوں گی۔''

''ابھی بلواؤں......؟''

''ضرور......ضرور......میں ابھی دو گھنٹے تک آفس میں بیٹھوں گی۔''

''تو پھر میں ابھی آیا۔'' حمید اٹھتا ہوا بولا۔

گاڑی پر بیٹھ کر وہ اسٹوڈیو سے نکلا چلا گیا پھر ایک ڈرگ اسٹور کے سامنے گاڑی روکی۔ فریدی کو اپنی اور شاداں کی گفتگو کے بارے میں بتانا چاہتا! لیکن گھر کے نمبروں پر اس سے رابطہ قائم نہ ہو سکا! پھر اس نے دوسرے نمبر بھی آزمائے اور فریدی سے رابطہ قائم کرنے میں ناکام رہا۔

فریدی کو رپورٹ دیئے بغیر ماریہ کے سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا لہٰذا پھر کیوں نہ تھوڑی سی تفریح۔

شاداں سے وعدہ کیا تھا کہ اس کی فلم کے لیے ایسا آدمی فراہم کر دے گا جو چراغ کے جن کا رول ادا کر سکے۔ اس نے فون نمبر پر قاسم کے نمبر ڈائیل کیے۔ تھوڑی سی دیر بعد دوسری طرف سے قاسم ہی کی آواز آئی تھی۔

''کیا کر رہے ہو!'' حمید نے پوچھا۔

''تم سے مطلب!''

''کسی مطلب کے بغیر میں تمہیں کب گھاس ڈالتا ہوں!''

''اچھا اچھا قہو جلدی جو کچھ قہنا ہے......!''

''تم نے ایک بار بتایا تھا کہ تمہیں فلمی اداکارہ شاداں بہت اچھی لگتی ہے۔''

''پچھلے سال کی بات ہے آجقل جمالو اچھی لگ رہی ہے۔''

''میں اس وقت نشو فاز اسٹوڈیوز میں شاداں کے دفتر میں بیٹھا ہوا ہوں۔''

''اور تمہارے والد صاحب!'' قاسم کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔ اشارہ کرنل فریدی کی طرف تھا۔

''ان کا یہاں کیا کام......!''

''میں پوچھتا ہوں فون قیوں قیا ہے.....!'' قاسم کی دہاڑ سنائی دی۔

''اچھا وقت گزارنا ہو تو نشو فاز میں پہنچ جاؤ۔ آدھے گھنٹے تک تمہارا انتظار یہیں کر سکتا ہوں۔''

''اگر کسی نے گھسنے نہ دیا تو!''

''جس وقت تمہاری رولز رائیس اسٹوڈیوز کے پھاٹک پر پہنچے گی تو چوکیدار بوکھلا کر پھاٹک کھول دے گا۔''

''بے وقوف تو نہیں بنا رہے.....!''

''بیوقوف تو تمہیں گھر بیٹھے بنا سکتا ہوں یہاں بلانے کی کیا ضرورت ہے.....!''

''ہاں سالے پہلے خود ہی بلاؤ گے اور پھر جڑ دو گے چپاتی بیغم سے!''

''مت آؤ۔''

''ٹھہرو......ٹھہرو.....! اسٹوڈیو میں تمہیں کہاں تلاش کروں گا۔''

''جس سے بھی پوچھو گے دلشاد پروڈکشنز کے دفتر تک پہنچا دے گا۔''

''کون پروڈکشنز۔''

''دلشاد پروڈکشنز کا دفتر۔ شاداں کے فلم یونٹ کا نام ہے۔''

''اچھا میں آ رہا ہوں۔''

''جتنی جلد ممکن ہو۔''

''اُسے تو قیا ٹیلی فون ہی پر بیٹھ کر چلا آؤں۔''

حمید نے ریسور کریڈل پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی پھر اسٹوڈیوز کی طرف واپس جا رہی تھی۔ شاداں اپنے آفس ہی میں ملی۔ حمید کو دیکھ کر ہنس پڑی لیکن حمید اس ہنسی کا مطلب نہ سمجھ سکا۔

''یہ اظہار مسرت کس سلسلے میں تھا۔'' حمید نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

''میں سمجھی تھی شاید آپ واپس نہیں آئیں گے۔''

''واپس کیوں نہ آتا۔''

''میرا خیال تھا شاید آپ ماریہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔''

''ہونا تو یہی چاہئے تھا لیکن آپ کے لیے چراغ والا جن فراہم کر دینے کا وعدہ کر چکا ہوں۔''

''کافی پئیں گے؟''

''شکریہ......!''

شاداں نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ ایک لڑکا آفس میں داخل ہوا۔ اس نے اس سے کافی لانے کے لیے کہا اور اس کے چلے جانے کے بعد حمید سے بولی۔

''آپ پولیس والے نہیں لگتے۔''

''میں نہیں سمجھا۔''

''آپ کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔ سچ کہتی ہوں رانجھا کے رول میں آپ کا جواب نہ ہوگا.....!''

''کیا مجھے اس پر خوش ہونا چاہیے......!''

''میں نے سنا ہے کہ آپ کو عورتیں گھیرے رہتی ہیں.....!''

''بیوقوف سمجھتی ہیں۔''

''میں تو نہیں سمجھتی۔''

''بہت بہت شکریہ۔''

''شہزاد نہ مرتا تو آپ سے ملاقات بھی نہ ہوتی۔''

''مجھے بیحد افسوس ہے آپ دونوں گہرے دوست تھے!''

''جی ہاں۔'' وہ طویل سانس لے کر بولی اور کسی قدر مغموم نظر آنے لگی۔

''انڈسٹری ایک اچھے اداکار سے محروم ہوگئی......ویسے راشد کی بیوی کا کیا قصہ ہے؟''

''اچھی عورت نہیں تھی۔ یہ غلط ہے کہ شہزاد نے اسے ورغلایا تھا۔ وہ خود اس پر لٹو ہوئی تھی۔ راشد سے طلاق لے کر کچھ دن شہزاد کے ساتھ رہی پھر اسے بھی چھوڑ گئی۔

''اور راشد شہزاد کا دشمن ہوگیا۔''

''فطری بات ہے۔'' شاداں نے کہا اور پھر چونک کر بولی۔'' آپکا وہ جن کب آئے گا؟''

حمید نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔''بس آ ہی رہا ہوگا......اور ہاں......یہ بھی بتاؤں گا کہ وہ جتنا لمبا چوڑا ہے اتنا ہی مالدار بھی ہے......!''

''پھر کیوں وہ اس پر راضی ہونے لگا۔''

''راضی کرنا میرا کام ہے......!''

''آخر ہے کون؟''

''بیحد دولتمند گھرانے کا واحد چشم و چراغ ہے۔ عاصم ملٹی انڈسٹریز کے سیٹھ عاصم کا نام تو سنا ہی ہو گا آپ نے......!''

''کیوں نہیں۔''

''انہی کے فرزند ارجمند ہیں مسٹر قاسم۔''

''میں نے ان کے بارے میں سنا ہے لیکن آج تک دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ اس پر تیار ہو جائیں گے۔''

''کوشش کی جائے گی۔ ماں بچپن ہی میں مرگئی تھی۔ اس لیے پیار کا بھوکا ہے۔''

''شادی شدہ ہیں......!''

''شدہ بھی ہے اور غیر شدہ بھی۔''

''میں نہیں سمجھی۔''

''بیوی اتنی خائف رہتی ہے کہ پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتی۔''

''اوہ......اچھا......اچھا......!'' کہہ کر وہ نچلے ہونٹ پر زبان پھیرنے لگی۔

اتنے میں لڑکا کافی کی ٹرے اٹھائے ہوئے آفس میں داخل ہوا۔

''ادھر لاؤ۔ میں خود بنالوں گی۔'' شاداں نے اس سے کہا۔

لڑکا کافی کی ٹرے رکھ کر باہر چلا گیا۔

ٹھیک اسی وقت آواز آئی۔ ''قیپٹن حمید اندر ہیں.....!''

''آ گیا۔'' حمید اٹھتا ہوا بولا۔ ''میں اسے لا رہا ہوں۔''

قاسم راہداری میں ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے کھڑا تھا اور تھوڑے ہی فاصلے پر کچھ لوگ کھڑے اسے اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہو......حمید نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ سے بولا۔ ''ذرا طبیعت کو قابو میں رکھنا۔''

قاسم تھوک نگل کر رہ گیا......شاداں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا تھا اور حیرت سے پلکیں جھپکاتی رہ گئی تھی۔

''یہ مس شاداں ہیں اور آپ مسٹر قاسم......!'' حمید نے تعارف کرایا۔ شاداں نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔ قاسم کی سانس پھول رہی تھی پتا نہیں کس طرح اس نے اس سے مصافحہ کیا تھا۔

''بڑے خوبیوں کے آدمی ہیں!'' حمید نے شاداں سے کہا۔

''تشریف رکھیے جناب......!''

قاسم پتا نہیں کس مشکل سے بیٹھ سکا تھا......شاداں نے لڑکے کو آواز دے کر ایک کپ اور لانے کو کہا۔

''قاسم صاحب بہت مخلص آدمی ہیں۔'' حمید نے کہا۔

''ارے ہی ہی ہی میں کیا......!'' قاسم نے خاکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی جناب!'' شاداں نے کہا۔ وہ اب بھی اس کے تن وتوش کو حیرت سے دیکھے جا رہی تھی۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ تھوڑی دیر تک سنتی رہی پھر بولی۔ ''اس وقت نہیں مل سکتی۔ مصروف ہوں۔ کل دس بجے صبح آیئے گا......مجھے افسوس ہے!''

ریسیور کریڈل پر رکھتی ہوئی بڑبڑائی۔ ''صورت نہ شکل بھاڑ سے نکل۔''

حمید سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظریں ملیں اور شاداں نے کہا۔ ''ایک منسٹر صاحب کے بھتیجے فلم میں رول چاہتے ہیں۔ صبح شام بور کرتے ہیں کہ کسی سے سفارش کر دوں۔''

''کر دیجیے سفارش۔''

''آڈیشن اور اسکرین ٹسٹ میں ناکام ہو چکے ہیں۔''

لڑکا تیسری پیالی لایا اور وہ کافی انڈیلنے لگی۔ حمید نے قاسم کو آنکھ ماری وہ گڑ بڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

''آپ تو بہت مصروف رہتے ہوں گے!'' دفعتاً شاداں نے قاسم سے پوچھا۔

''جی ہاں......!''

''آپ کے تو کئی آفس ہیں۔ کس آفس میں بیٹھتے ہیں......!''

''قسی میں بھی نہیں......مم۔ میں تو گھر میں مصروف رہتا ہوں۔''

''گھر میں کیا مصروفیت ہوتی ہے؟''

''بس لیٹا رہتا ہوں......!''

''بڑی عظیم الشان مصروفیت ہے!'' وہ مسکرا کر بولی۔

''کیا خیال ہے آپ کا.....!'' حمید نے شاداں سے پوچھا۔

''لاجواب.....! لیکن محنت کرنی پڑے گی......!''

''اس کی فکر نہ کیجئے۔ محنت تو میں کروں گا۔''

''لیکن یہ تیار بھی ہو جائیں گے۔''

''یہ بھی مجھ پر چھوڑ دیجئے۔''

''بہرحال میں تیار ہوں۔'' شاداں نے کہا۔

قاسم ہونقوں کی طرح منہ کھولے دونوں کی شکلیں تکے جا رہا تھا۔

دفعتہً کھنکار کر بولا۔ ''تم نے مجھے کیوں بلایا تھا۔''

''میں نے ان سے تذکرہ کیا تھا کہ تم بہت اچھے پامسٹ ہو!'' حمید نے کہا۔

''مم......میں!'' قاسم تھوک نگل کر رہ گیا۔

''بہتر ہے کہ تم انگلش میں گفتگو کرو......میری ہی طرح تمہاری اردو بھی اچھی نہیں ہے۔'' حمید نے قاسم کا شانہ تھپک کر کہا۔ ''شاداں بھی روانی سے انگلش بول سکتی ہیں۔''

''یہ بہت اچھی بات ہے!'' قاسم نے انگلش میں کہا۔

''ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم مس شاداں کا ہاتھ دیکھ کر بتاؤ کہ بحیثیت فلم پروڈیوسر یہ کیسی رہیں گی......!'' حمید بولا۔

قاسم کی شکل سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے دل ہی دل میں حمید کو گندی گندی گالیاں دے رہا ہو۔ اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ پامسٹری کس چڑیا کا نام ہے۔ وہ تو بس اتنا جانتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں شادی کی دوسری لکیر نہیں ہے۔''

اتنے میں آفس بوائے نے اندر آ کر شاداں سے آہستہ آہستہ کچھ کہا اور وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ ''معاف کیجئے گا۔ میں ابھی آئی۔''

وہ چلی گئی اور قاسم حمید کا شانہ دبوچ کر غرایا۔ ''بیٹا بتاؤ کیا چکر ہے۔''

''تفریح......!''

''مگر میں تو مارا غیا......میں کیا جانوں پامسٹری وامسٹری۔''

''اس کا خوبصورت ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ہولے ہولے سہلاتے جانا اور اوٹ پٹانگ ہانکتے رہنا۔''

''مجھ سے نہیں بنے گا۔''

''تو جہنم میں جاؤ۔''

''یہ قیا بات ہوئی!'' قاسم آنکھیں نکال کر بولا۔ ''میں تو دوڑا آیا اور اب یہ کہہ رہے ہو......سالہ زاد خالی کو چھوڑ کر آیا ہوں!''

''یہ کیا ہوتی ہے......!''

''اوہ۔ یہ اردو واقعی کباڑا کرتی ہے۔ میرا مطلب تھا خالہ زاد سالی......!''

''اس بیچاری نے اطمینان کی سانس لی ہوگی۔''

''پھر فجول باتیں کرنے لگے۔ اس نے ہاتھ دکھایا تو قیا بتاؤں گا۔''

''کہہ دینا بحیثیت فلمساز اس کا مستقبل شاندار ہوگا۔''

''اس کے بعد......!''

''مرغا بن کر بانگ دینا۔''

''دیخو سالے اچھا نہیں ہوگا۔''

حمید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ شاداں واپس آ گئی اور معذرت طلب کرتی ہوئی بولی۔ ''مجھے فوراً گھر پہنچنا ہے۔ خالہ جان کی طبیعت بہت خراب ہوگئی۔ مسٹر قاسم سے تو اب ملاقاتیں ہوتی رہیں گی۔ کیوں مسٹر قاسم......!''

''جرور۔ جرور......!''

''اور کیپٹن آپ بھی کرم فرماتے رہیں گے۔''

''فرصت کے اوقات میں۔ بہت مصروف آدمی ہوں۔'' حمید بولا۔

سارے جوش وخروش پر پانی پڑ گیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں لان پر کھڑے ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔

''میری رات چوپٹ ہوگئی!'' قاسم کہہ رہا تھا۔''وہ بھی چلی غئی ہوغی......اب میں قیا قروں سالے......!''

''ٹھیک صبح دس بجے شاداں کا دفتر کھلتا ہے تم پونے دس بجے یہاں پہنچ جانا۔'' حمید نے کہا اور اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا لیکن قاسم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''یہ کیا کر رہے ہو!'' حمید بگڑ کر بولا۔

''تمہاری پامسٹری کھود دوں گا۔''

''ہاتھ چھوڑ دو ورنہ یہاں تمہاری بے عزتی بھی ہوسکتی ہے۔''

''اور قیا ہوگا۔ تمہاری صحبت میں۔ میں کچھ نہیں جانتا اور قہیں لے چلو!''

''چلو تمہارے سسرال چلتے ہیں!''

''غصہ نہ دلاؤ قیپٹن حمید!''

''تم نے قصہ حاتم طائی پڑھا ہے۔''

''پڑھا ہے......!'' قاسم جھلا کو بولا۔

''اور بغداد کا چور......!''

''اس کی والدہ بھی پڑھی ہے! تم اپنا مطلب بیان کرو۔''

''مطلب صاف ہے۔ شاداں نے تمہیں پسند کرلیا ہے۔''

''اور پسند کر کے چلی غئی۔'' قاسم آنکھیں نکال کر بولا۔

دفعتاً ایک آدمی تیزی سے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ قریب پہنچنے پر حمید نے اسے پہچانا۔ مینجر کے دفتر کا چپڑاسی تھا۔

''مینجر صاحب کہہ رہے تھے کہ فون پر آپ کی کال ہے جناب!'' اس نے حمید سے کہا۔

''اچھا......اچھا......تم چلو میں آرہا ہوں!'' اس نے چپراسی سے کہا اور اس کے چلے جانے کے بعد قاسم سے بولا۔''اب تم گھر جاؤ۔ ورنہ یہاں تمہارے گرد بھیڑ لگ جائے گی۔''

''تم سالے مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔''

''اچھی بات ہے تو کھڑے رہو۔ میں کال اٹنڈ کر کے آتا ہوں۔''

وہ چپڑاسی کے ساتھ مینجر کے دفتر میں آیا۔ کال فریدی کی تھی۔ اس نے اسے فوراً گھر

پہنچنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا۔ ''اس مسئلے پر اب کسی سے مزید پوچھ گچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

حمید نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے طویل سانس لی اور سوچنے لگا کہ شاید اب کوئی نیا گل کھلا ہے۔ باہر نکلا تو قاسم شکاری کتے کی طرح گھات میں نظر آیا۔

''قہاں چلے.....!'' جلے تن عورتوں کے سے انداز میں ہاتھ نچا کر بولا۔

''بس چپ چاپ میرے پیچھے چلے آؤ۔ دوسری جگہ چل رہے ہیں!'' حمید نے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

قاسم نے کچھ بدبداتے ہوئی اپنی گاڑی سنبھالی اور حمید کی گاڑی کے پیچھے چل پڑا۔

''تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ رول حقیقتاً لیبارٹری ہی سے غائب ہوا ہے۔'' فریدی نے ٹہلتے ٹہلتے رک کر کہا۔

''جی ہاں!'' حمید سنی ان سنی کر کے بولا۔ کیونکہ اس کے ذہن پر تو قاسم سوار تھا۔ کمپاؤنڈ کے باہر ہی اس نے گاڑی روک کر حمید کو دھمکی دی تھی کہ وہ وہیں رکا رہے گا اور بار بار ہارن بجائے گا اگر وہ واپس نہ آیا۔

''تم کیا سوچ رہے ہو.....!'' فریدی اسے گھورتا ہوا بولا۔

''یہی کہ کہیں وہ رول ماریہ کے قبضے میں نہ ہو۔''

''اس خیال کی وجہ۔''

''شاداں کے خیال کے مطابق وہ شاید رحیم گل سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہوگا کہ رحیم گل کسی بڑی الجھن میں پڑ جائے۔''

فریدی نے ایش ٹرے سے بجھا ہوا سگار اٹھایا اور اسے دوبارہ سلگانے لگا۔

اس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ ''سپاہی مبارک علی کی لاش کے پوسٹ مارٹم اور پانی کے تجزیئے کی رپورٹیں آ گئی ہیں۔''

''کیا رہی......!''

''پانی میں زہر کی آمیزش ثابت نہیں ہوسکی لیکن مبارک کی موت کا باعث زہر بنا تھا۔''

''تو پھر وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اسے زہر دیا گیا ہوگا۔''

''زہر انجکشن کے ذریعے اس کے جسم میں پہنچایا گیا تھا۔''

''میری سمجھ میں نہیں آتا۔''

''کیا سمجھ نہیں آتا۔''

''راشد وغیرہ اتنے منظم نہیں ہو سکتے!''

''دیٹ از دی پوائنٹ!'' فریدی انگلی اٹھا کر بولا۔''اس لیے رول کی بازیابی بے حد ضروری ہے۔''

''لیکن کیسے۔''

''ہوسکتا ہے! شاداں کا خیال صحیح ہو۔ ماریہ نے محض اس لیے وہ رول غائب کر دیا ہو کہ اس کے پرنٹس کا مطالبہ پولیس نے کیا تھا۔اس طرح وہ رحیم گل کو دشواری میں ڈال سکتی ہے۔''

''تو پھر اب کیا کریں گے۔''

''ماریہ کو چیک کرنا ضروری ہے۔''

''میں تو سمجھا تھا کہ آپ چیک کر چکے ہوں گے کیونکہ میں نے فون پر آپ کو اس کا پتہ بتا دیا تھا۔''

''میں تمہاری دوسری رپورٹ کا منتظر تھا۔''

''میں نے کوشش کی تھی لیکن آپ سے کسی بھی نمبر پر رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا۔''

''اچھا۔ اٹھو!''

''مجھے نہ لے جائیے!''

''کیا مطلب۔''

''پھاٹک پر ایک بہت بڑی مصیبت میری منتظر ہے۔''

''کیا بکواس ہے۔''

''بکواس نہیں حقیقت ہے۔ساڑھے سات فٹ لمبی اور سوا تین فٹ چوڑی مصیبت ہے۔''

''قاسم......؟''

''جی ہاں......!''

''میں نے تمہیں کتنی بار منع کیا ہے کہ کام کے اوقات میں اس سے چھیڑ چھاڑ مت کیا کرو!''

''میں کیا کرتا کمبخت نے اسٹوڈیو میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا......اسے دیکھ کر شاداں نے کہا مجھے اپنی فلم کے لیے ایک جن کی تلاش تھی.....!''

''ختم کرو.....!'' فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ''دس منٹ میں تیار ہو جاؤ!'' باہر قاسم ہارن پر ہارن دیئے جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کی گاڑی پھاٹک سے نکل رہی تھی۔ حمید نے گاڑی کے اندر کی لائٹ جلا دی۔

''یہ کیا کر رہے ہو؟ فریدی بولا۔

''آپ کو گاڑی میں دیکھ کر پیچھے نہیں آئے گا۔''

''مجھے ایسے تعلقات سے سخت وحشت ہوتی ہے جو کاموں میں حارج ہونے لگیں۔'' فریدی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور گاڑی پھاٹک سے نکلی چلی گئی وہ خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔

حمید کی نظر عقب نما آئینے پر تھی۔ قاسم کی گاڑی کو بھی حرکت میں آتے دیکھتا رہا۔ آج شاید بُری طرح سنک گیا تھا۔ فریدی کو بھی نظر انداز کر دینے کا یہی مطلب ہوسکتا تھا۔

فریدی نے شاید اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی یا پھر خود بھی اسے نظر انداز کر دینا چاہتا تھا۔

''نصیر بلڈنگ چیتھم روڈ۔'' حمید نے کہا۔

''ہوں۔'' فریدی نے ونڈ سکرین پر نظر جمائے ہوئے طویل سانس لی۔

''آپ نے مجھے رحیم گل سے الجھنے سے کیوں منع کر دیا تھا۔''

''بیہودہ آدمی ہے۔''

''اگر الجھنا ہی پڑا تو۔''

''دیکھا جائے گا۔ ہاں......وہ تنہا ہی رہتی ہے!''

''جی ہاں۔ شاداں نے یہی بتایا تھا۔'' حمید نے کہا اور پھر عقب نما آئینے میں دیکھنے لگا۔ قاسم نے پیچھا نہیں چھوڑا تھا رولز کی ہیڈ لائیٹس صاف نظر آ رہی تھیں۔

نصیر بلڈنگ کے سامنے پہنچ کر فریدی نے گاڑی روک دی۔ رات کے نو بجے تھے۔ سڑک پر ٹریفک کی بھیڑ کم ہو گئی تھی۔ حمید نے مڑ کر دیکھا۔ قاسم نے بھی تھوڑے ہی فاصلے پر

اپنی گاڑی روکی تھی۔ وہ دونوں گاڑی سے اترے لیکن قاسم اپنی گاڑی میں بیٹھا انہیں گھورتا رہا۔ فریدی اس کی طرف توجہ دیئے بغیر آگے بڑھ گیا تھا۔ حمید نے بھی مڑ کر دیکھنا مناسب نہ سمجھا فریدی کے پیچھے سر جھکائے چلتا رہا۔

ماریہ کے فلیٹ کے قریب پہنچ کر فریدی نے حمید سے کہا۔ ''تم اسے اپنا کارڈ دو گے اور گفتگو بھی خود ہی کرو گے۔''

''میں نے اسے دیکھا نہیں ہے۔ پتا نہیں موضوع گفتگو پر میری گرفت رہ بھی سکے گی یا نہیں!''

''کیا مطلب۔''

''اگر بہت زیادہ خوبصورت ہوئی تو غزل بھی ہو سکتی ہے!''

''بکو مت۔''

فریدی نے فلیٹ کے دروازے پر رک کر کال بل کا بٹن دبایا۔ اندر سے گھنٹی کی آواز آئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد قدموں کی چاپ بھی سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔ وہ نارنجی رنگ کے سلیپنگ گاؤن میں بڑی دلکش لگ رہی تھی۔

حمید نے اپنا کارڈ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''ناوقت تکلیف دہی کی معافی چاہتے ہیں......!''

''وہ کارڈ دیکھ کر ہکلائی۔ ''لل......لیکن......کیوں!''

''کوئی پریشانی کی بات نہیں بس تھوڑی سی گفتگو رہے گی۔'' حمید بولا۔

''آیئے۔ آجایئے۔'' وہ پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔

سٹنگ روم بڑے سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ اس نے ان سے بیٹھنے کو کہا اور خود مجسم سوال بنی کھڑی رہی۔

''آپ بھی تشریف رکھیے۔'' حمید نے کہا۔

''جی۔ جی ہاں۔ فرمایئے......!'' وہ ایک اسٹول پر ٹکتی ہوئی بولی۔

''قصہ اس رول کا ہے جو گل پروس سے غائب ہو گیا تھا۔''

''کیا قصہ ہے؟'' اس نے حیرت سے پوچھا۔

''وہ تو ہم آپ سے سننے آئے ہیں۔ آپ کو کس سے معلوم ہوا تھا کہ رول غائب ہو گیا ہے۔''

''پتا نہیں آپ کس رول کی بات کر رہے ہیں؟''

''وہی جو پولیس کو مطلوب تھا۔''

''میں ایسے کسی رول کے بارے میں کچھ نہیں جانتی......!''

''یہ اس رول کی بات ہے جس کی گمشدگی کی اطلاع آپ نے شاداں کو دی تھی۔''

''میں نے تو اسے ایسی کوئی اطلاع نہیں دی تھی۔''

''ایک اور شاہد بھی ہے!'' فریدی بولا اور وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی پھر جلدی سے اس کے چہرے سے نظر ہٹا کر بولی۔ ''میں ایسے کسی معاملے سے بالکل لاعلم ہوں۔''

''اس نے آپ دونوں کی گفتگو سنی تھی اور خود شاداں بھی اعتراف کر چکی ہے کہ آپ نے اسے اطلاع دی تھی۔''

''اگر یہ بات ہے تو!'' وہ طویل سانس لے کر رہ گئی۔ پھر اٹھتی ہوئی بولی۔'' مجھ سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔گل مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا!''

''پولیس آپ کی حفاظت کرے گی۔'' حمید بولا۔

''میں نہیں جانتی تھی کہ شاداں......!''

''شاداں کا کوئی قصور نہیں۔ ایک تیسرے آدمی نے بھی آپ دونوں کی گفتگو اتفاقاً سن لی تھی۔''

''وہ کون ہے؟''

''فی الحال ہم اس کا نام ظاہر نہیں کر سکتے!''

''خیر مجھے اس سے کیا سروکار۔لیکن کیا شاداں نے اس کا اعتراف کر لیا ہے کہ یہ بات میں نے اسے بتائی تھی۔''

''ظاہر ہے۔ ورنہ ہم یہاں کیوں آتے۔''

''اور وہ اس سلسلے میں اپنا ایک ذاتی نظریہ بھی رکھتی ہے!'' فریدی نے کہا۔

''وہ کیا ہے؟''

''اس کا خیال ہے کہ رول آپ ہی نے غائب کیا ہے!''

وہ پھر بیٹھ گئی۔لیکن کچھ بولی نہیں۔تھوڑی دیر بعد بدقت کہا۔'' میں کیوں غائب کرنے لگی۔''

''اس کا خیال ہے کہ اس طرح آپ رحیم گل سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتی ہیں!''

''خدا کی پناہ! میں تصور بھی نہیں کر سکتی...... ٹھہریئے...... میں ذرا باتھ روم تک جاؤں گی...... پھر تفصیل سے بتاؤں گی۔ یہ بڑے چھچھورے لوگ ہیں۔''

''اچھا...... اچھا......!''

وہ اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

حمید محسوس کر رہا تھا کہ خود اس نے گفتگو کا آغاز مناسب طور پر نہیں کیا تھا۔ فریدی کی آنکھوں میں بھی اس نے بے اطمینانی کے آثار دیکھے تھے۔

کئی منٹ گذر گئے لیکن وہ واپس نہ آئی۔ فریدی نے حمید کی طرف دیکھا اور وہ شانے سکوڑ کر رہ گیا۔

''میرا خیال ہے کہ وہ اب فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔'' فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ حمید بھی اٹھا۔ دونوں اسی دروازے سے گزرے جس سے ماریہ گزر کر فلیٹ کے دوسرے حصے میں گئی تھی۔ لیکن چار کمروں کے اس فلیٹ میں وہ کہیں نہ ملی۔ باتھ روم بھی خالی تھا۔ پھر انہوں نے آخری دروازہ کھولا۔ یہ دروازہ بولٹ نہیں تھا اور پھر وہ اس طویل بالکنی میں نکل آئے جو اس عمارت کے عقبی حصے میں ایک سرے سے دوسرے تک پھیلی ہوئی تھی اور دونوں سروں پر چکر دار زینے بھی تھے۔

''نکل گئی!'' حمید بڑبڑایا اور فریدی بولا۔ ''شاید اسے خدشہ تھا کہ کہیں ہم خانہ تلاشی نہ لے بیٹھیں۔ اس طرح نکل جانے کا یہی مطلب ہوا کہ رول اس وقت بھی یہیں اس کے پاس موجود تھا۔''

''تو پھر جلدی کیجئے نا......!'' حمید بولا۔

''پتا نہیں کہاں پہنچی ہو گی اتنی دیر بعد!'' فریدی نے کہا اور جیب سے سگار نکال کر اس کا گوشہ توڑنے لگا۔

وہ پھر فلیٹ کے اندر واپس آ گئے اور فریدی سگار سلگا کر بولا۔ ''اب یہاں سے نکل چلو۔''

''دل چاہ رہا ہے آخری چھت سے نیچے چھلانگ لگا دوں'' حمید نے کہا۔

''وہ کس خوشی میں!''

''ہمیں جل دے کر نکل گئی!''

''کوئی خاص بات نہیں۔ بارہا ایسا ہوا ہے۔''

وہ فرسٹ فلور سے نیچے آئے اور گاڑی میں بیٹھ گئے۔حمید نے مڑ کر دیکھا۔

قاسم کی گاڑی موجود نہیں تھی۔

اس نے بڑی پھرتی سے لباس تبدیل کیا اور بیڈروم کے ایک گوشے سے چھوٹا سا سوٹ کیس اٹھا کر فلیٹ کے عقبی حصے والی گیلری میں نکل آئی۔ پھر چکر دار زینے طے کر کے نیچے آئی اور گلی سے گزرتی ہوئی سڑک پر پہنچ گئی۔گلی کے سامنے ہی ایک شاندار رولز رائیس اسٹارٹ ہوئی تھی اور شاید حرکت میں آنے والی تھی کہ وہ جھپٹ کر اس کے قریب پہنچی اور ڈرائیو کرنے والے سے گھگھیا کر بولی۔''مجھے لفٹ چاہئے پلیز۔''

''ضرور ......ضرور......!'' وہ بوکھلا کر بولا اور ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔ وہ اس کے قریب بیٹھ تو گئی لیکن گاڑی کے رفتار پکڑ لینے کے بعد ہی اس کی طرف توجہ دے سکی تھی۔ جسامت دیکھ کر حواس باختہ ہو گئی۔

''قدھر چلنا ہے......!'' دیو پیکر آدمی نے پوچھا۔

''فی الحال سیدھے ہی!'' وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

''وہ سر ہلا کر رہ گیا کچھ بولا نہیں۔ گاڑی راستہ طے کرتی رہی۔تھوڑی دیر بعد ماریہ نے پوچھا۔''آپ کو کدھر جانا ہے۔''

''جدھر آپ کہیں۔'' قاسم نے انگلش میں کہا۔مصلحتاً انگلش ہی میں گفتگو کرنا چاہتا تھا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ میں کوئی فلرٹ نہیں ہوں۔ضرورتاً آپ سے لفٹ لی ہے۔'' ماریہ نے کسی قدر ترشروئی سے کہا۔

''میں بھی بدمعاش نہیں ہوں۔'' قاسم جلدی سے بولا۔''مطلب یہ تھا کہ جہاں آپ کہیں گی پہنچا دوں گا۔''

''شکریہ۔ بس سیدھے ہی چلتے رہئے۔'' ماریہ نے کہا اور گود میں رکھے ہوئے سوٹ کیس کو کھولنے لگی۔اس طرح کھول رہی تھی کہ قاسم کو خبر نہ ہونے پائے۔ پھر ہاتھ سوٹ کیس کے اندر کچھ تلاش کرنے لگا۔ انگلیاں پستول سے مس ہوئیں اور وہ اس کے دستے

کو گرفت میں لے کر بے حس وحرکت بیٹھی رہی۔

قاسم خاموشی سے ڈرائیو۔کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ ''اب سیدھے ہی چلتے رہے تو ہم شہر کے باہر نکل جائیں گے۔''

''کوئی حرج نہیں!'' کہتے ہوئے ماریہ نے پستول کی نال اس کے بائیں پہلو سے لگا دی اور پھر بولی۔ ''یہ پستول ہے......!''

''مگر کیوں......؟'' وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

''خاموشی سے چلتے رہو۔'' اس نے پستول کی نال کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھ گیا۔'' قاسم ہنس کر بولا۔

''کیا سمجھ گئے۔''

''شہر کے باہر تمہارے آدمی موجود ہوں گے اور وہ مجھے لوٹ لیں گے۔ لیکن کیا فائدہ۔ میرے پرس میں صرف ڈھائی ہزار روپے ہیں.....کہو تو یہیں نکال کر دے دوں زیادہ بات بڑھانے کی کیا ضرورت ہے.....!''

''تم غلط سمجھے ہو۔ میں رہزن نہیں ہوں۔''

''پھر یہ پستول کیوں؟''

''بس میں تمہیں اپنی مرضی کا پابند رکھنا چاہتی ہوں۔''

''ویسے بھی رکھ سکتی ہو۔ میں عورتوں کی بہت عزت کرتا ہوں۔ جہاں لے جانا چاہو لے جا سکتی ہو۔ سو میل۔ دو سو میل......چار سو میل۔ دس گیلن پٹرول ڈگی میں بھی موجود ہے۔ وہ بھی ختم ہو جائے گا۔تو اور خریدا جا سکتا ہے.....!''

''تم کیا کرتے ہو۔''

''لیٹا رہتا ہوں......!''

''یعنی کچھ نہیں کرتے......!''

''یہی بات ہے۔''

''پھر یہ رولز کہاں سے آئی......!''

''میرے باپ نے خرید کر دی ہے......!''

''اوہو۔ باپ کیا کرتے ہیں......!''

''عاصم ملٹی انڈسٹریز کے مالک ہیں.....!''

''ارے.....اوہ.....میں سمجھ گئی.....تم قاسم ہو...... میں نے تمہارے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا!'' اس نے کہا اور پستول ہٹاتی ہوئی بولی۔ ''واقعی پستول کی کیا ضرورت ہے۔''

''یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا۔''

''اپنے رویئے کی معافی چاہتی ہوں......!''

''کوئی بات نہیں۔ میں ہر بات فوراً بھول جاتا ہوں۔ لیکن تم شہر کے باہر کیوں جا رہی ہو۔''

''جنگل میں رہوں گی۔ شہر کے لوگوں سے تنگ آ گئی ہوں۔''

''کیا کوئی پریشان کرتا ہے!'' قاسم نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں.....تم ٹھیک سمجھے۔''

''مجھے بتاؤ ٹانگیں چیر کر پھینک دوں گا۔''

وہ طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''نہیں.....واقعی مجھے بتاؤ۔ اگر دس آدمی بھی ہوں تو......دیکھ لوں گا۔''

''دراصل مجھ پر دیوانگی طاری ہو جاتی ہے جب میں آدمی کے کمینہ پن پر غور کرتی ہوں۔''

''میں نہیں سمجھا!''

''اسی دیوانگی میں گھر سے نکل آئی ہوں۔ اب ادھر کا رخ نہیں کروں گی۔ جنگل میں رہوں گی۔ یہ بہتر ہے کہ مجھے جنگلی جانور کھا کر اپنا پیٹ بھر لیں لیکن میں آدمی کا شکار نہیں ہونا چاہتی۔''

''ارے نہیں جنگل میں کہاں رہیں گی۔''

''پھر کہاں جاؤں.....اپنا گھر تو چھوڑ چکی ہوں!''

''کوئی عزیز رشتے دار.....!''

''کوئی بھی نہیں ہے۔ میں یوریشین ہوں.....یورپ سے مجھے نفرت ہے اور ایشین مجھے کھا جانا چاہتے ہیں۔ یہ تم انگلش میں باتیں کیوں کرنے لگے۔ اردو بولو۔ مجھے انگریزی سے نفرت ہے۔ اردو سے پیار ہے!''

''اچھا۔ اچھا اردو بولوں گا۔ لیکن میری جندگی میں تم جنگل میں نہیں رہ سکتیں!''

''نہیں نہیں! تم بھی مرد ہو۔ آدمی ہو۔ خالص ایشین ہو۔''

قاسم زور سے ہنسا اور دہاڑ کر بولا۔ ''اگر میں مرد ہوتا تو گھر سے کیوں بھاگا بھاگا پھرتا!''

''میں نہیں سمجھی۔''

''لوغ قہتے ہیں کہ میں صرف ایک پہاڑ ہوں گوشت کا۔''

''سارے، مرد ایسی ہی مکاری کی باتیں کرتے ہیں۔''

''اچھی بات ہے تو پھر میں بھی تمہارے ساتھ جنگل میں رہ کر جنگلی جانوروں سے تمہاری حفاظت کروں غا۔''

''نہیں میں وہاں تنہا رہوں گی۔''

''بالکل نہیں۔ اس معاملے میں تمہارا پستول بھی مجھے نہیں ڈرا سکے گا۔''

''ضد نہ کرو۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔''

''ناممکن ہے مس۔''

''میرا نام ماریہ ہے۔''

''اردو میں بڑا خوفناک نام ہے......!''

''میں نہیں سمجھی۔''

''مار شاید سانپ کو کہتے ہیں......اس لیے ماریہ سانپ کی مونث ہوئی۔''

''مجھ سے ہوشیار رہنا۔ ڈس لیتی ہوں۔''

''جان سے مار دو۔ پرواہ نہیں۔ لیکن میں تمہیں جنگل میں نہیں جانے دوں غا۔'' قاسم نے بڑے خلوص سے کہا۔

''پتہ نہیں کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ تم پر اعتماد کرلوں۔ اس بھری پُری دنیا میں تم پہلے آدمی نظر آئے ہو جس کی باتوں سے خلوص بو آ رہی ہے۔''

''ہمیشہ آتی رہے گی۔''

''اچھا تو پھر تم مجھے کہاں لے چلنا چاہتے ہو۔''

''ایگل بیچ پر میرے کئی ہٹ ہیں۔ جس میں دل چاہے قیام کر لینا۔''

''لیکن میں بالکل مفلس ہوں۔ غصے میں صرف ایک چھوٹا سوٹ کیس اٹھا کر نکل کھڑی ہوئی ہوں۔''

''کیا گھر پر اور کوئی نہیں ہے۔''

''کوئی بھی نہیں ہے۔ بالکل تنہا ہوں اس دنیا میں۔''

''بالکل پرواہ مت کرو۔ ڈھائی ہزار روپے اس وقت میری جیب میں موجود ہیں۔اس کے علاوہ بھی جتنا چاہو مہیا کیا جا سکتا ہے۔''

''لیکن تم مجھے اپنے گھر کیوں نہیں لے جاتے۔''

''وہاں میری بدقسمتی بھی رہتی ہے۔ وہ بدقسمتا کو مطلع کر دے گی۔''

''بدقسمتی...... بدقسمتا...... میں نہیں سمجھی۔''

''بیوی بدقسمتی ہے اور باپ بدقسمتا۔ وہ اسے فون کر دے گی اور وہ پتا نہیں کیا سمجھے گا۔''

''اچھا...... اچھا میں سمجھ گئی۔ تو پھر ایگل بیچ کا کوئی ہٹ ہی مناسب رہے گا۔''

''تمہارا بہت بہت شکریہ کہ تم نے میری بات مان لی۔''

''اچھے آدمیوں کی قدر کرتی ہوں۔''

ماریہ کی تلاش جاری تھی۔ حمید نے اس سلسلے میں اس فرانسیسی والگو کو بھی ٹٹولنے کی کوشش کی تھی جس کا پتہ شاداں سے معلوم ہوا تھا۔ اس نے ماریہ سے اپنی شناسائی کا اعتراف تو کر لیا لیکن یہ نہ بتا سکا کہ گھر پر موجود نہ ہونے کی صورت میں کہاں مل سکے گی۔

والگو ایک سنجیدہ اور خاموش طبع آدمی ثابت ہوا تھا۔ بہت دھیمے لہجے میں گفتگو کرتا تھا۔ اور اسے اس پر حیرت تھی کہ ماریہ کی تلاش پولیس کو کیوں ہونے لگی۔

''کیا الزام ہے اس پر؟'' اس نے حمید سے سوال کیا۔

''اس نے گل پردس سے ایک ایسا نیگیٹو رول غائب کر دیا ہے جسے پولیس کے قبضے میں ہونا چاہئے تھا۔؟''

''ماریہ نے غائب کر دیا ہے؟'' والگو کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔ ''نہیں جناب! یہ غیر ممکن ہے۔ ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔''

''کس قسم کی غلط فہمی ہو سکتی ہے!'' حمید نے سوال کیا۔

''رحیم گل اچھا آدمی نہیں ہے۔ اس نے خود ہی یہ حرکت کی ہو گی اور حالات کو ایسا رنگ دے دیا کہ شبہ براہ راست ماریہ پر کیا جائے۔''

''اگر ایسا ہے تو وہ جوابدہی سے بچنے کے لیے فرار کیوں ہو گئی۔''

''رحیم گل اس قسم کی افواہیں پھیلا کر اسے روپوش ہو جانے پر آمادہ کر سکتا ہے۔ ماریہ بہت ڈرپوک ہے۔''

''تب حمید نے اسے بتایا کہ خود انہیں جل دے کر وہ کس طرح غائب ہو گئی تھی۔''

''اگر یہ بات ہے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا......!'' اس نے پُر تفکر انداز میں کہا۔

اور حمید نے ایک بار پھر نشو فاز اسٹوڈیوز کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ کچھ ہی دیر پہلے انور اور رحیم گل کے درمیان جھڑپ ہو چکی ہے۔ اور یہ واقعہ شاداں کے دفتر میں ہوا تھا۔

شاداں دفتر میں موجود تھی۔ لیکن رحیم گل اور انور اب وہاں نہیں تھے۔ حمید کو دیکھ کر وہ بڑے دل آویز انداز میں مسکرائی۔

''وہ جن ابھی تک تو نہیں آیا کپتان صاحب!''

''آپ کی سرد مہری نے اس کا دل توڑ دیا ہے!''

''میں نے کیا کیا ہے۔''

''آپ ہمیں چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔ اب وہ کوئی پیشہ ور اداکار تو ہے نہیں۔ پوری فلم انڈسٹری کو خرید لینے کی استطاعت رکھتا ہے!''

''ہاں یہ بات تو ہے۔ واقعی مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تھی!''

''خیر...... ہاں کرائم رپورٹر انور کا کیا قصہ ہے۔''

''ارے بس کیا بتاؤں۔ اگر میں بیچ بچاؤ نہ کراتی تو گل اسے مار ہی بیٹھتا۔''

''کیا ہوا تھا۔''

''ماریہ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ سنا ہے وہ آپ لوگوں سے گفتگو کرتے کرتے غائب ہو گئی۔''

''ہاں یہی ہوا تھا۔''

''بہر حال گل کہہ رہے تھے کہ آپ لوگ ماریہ کو حراساں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس پر انور کچھ بول پڑا تھا۔''

''میرا مشورہ ہے کہ آپ مسٹر رحیم گل کو قابو میں رکھنے کی کوشش کیجیے۔ رول ان کی لیبارٹری سے غائب ہوا ہے۔ خواہ کسی طرح بھی ہوا ہو۔''

''لیکن ان کا کہنا ہے کہ رول ان کی لیب تک پہنچا ہی نہیں!''

''وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں!''

''کوئی ثبوت۔''

''ثبوت کے بغیر ہم کوئی بات نہیں کہتے۔''

''کیا ثبوت ہے۔''

''فی الحال اسے ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔''

''بہر حال اب انور کی خیر نہیں۔''

''کیا مطلب۔''

''گل سے بھڑنا ہنسی کھیل نہیں۔ انسپکٹر جنرل سے ان کے بہت اچھے تعلقات ہیں آپ لوگ بھی اس کے معاملے میں ذرا محتاط رہیئے گا۔''

''ہم لوگ تو ایسے لوگوں کو فوراً بند کر دیتے ہیں!''

''میں نے آگاہ کر دیا ہے!''

''تو اب آپ کا بھی یہی خیال ہے کہ رول لیبارٹری سے نہیں غائب ہوا۔''

''میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ماریہ گل کو الجھانا چاہتی ہے۔''

''اور اسی لیے فرار ہو گئی۔''

''خدا جانے کیا چکر ہے۔''

''تو مسٹر رحیم گل کیا کہنا چاہتے ہیں......!''

''پلیز......!'' وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ ''پہلے میری بات سن لیجیے! وہ اس لیے فرار ہو گئی کہ گل واقعی الجھ جائیں۔ نہ وہ آپ کے ہاتھ لگے گی اور نہ اصل بات ظاہر ہو سکے گی۔ گل بدستور مشتبہ رہیں گے۔''

''اس سلسلے میں اس کی موجودگی یا عدم موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔''

''ضرور فرق پڑے گا۔ یہ بات تو اسی نے مجھے بتائی تھی کہ رول لیبارٹری سے غائب ہوا ہے۔ جب کہ گل کا کہنا ہے کہ رول لیبارٹری تک پہنچا ہی نہیں۔ کیمرے ہی سے غائب ہو گیا تھا۔''

''خیر...... دیکھا جائے گا۔''

''گل کے خلاف ماریہ کے علاوہ اور کوئی بھی شاہد نہیں۔''

''ہاں یہ بات تو ہے!'' حمید نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

''لہٰذا آپ لوگ گل کے معاملے میں محتاط رہئے گا۔''

''کوشش کریں گے۔''

''اب آیئے جن کی طرف......!''

''آ جایئے۔'' حمید بے دلی سے بولا۔ حقیقتاً اس دوران میں اس کا ذہن قاسم ہی میں الجھا رہا تھا۔ اس نے پچھلی رات نصیر بلڈنگ تک ان کا تعاقب کیا تھا۔ وہاں تک گیا تھا تو آسانی سے پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا۔ یعنی فریدی کی جھڑکی سنے بغیر راہ راست پر آ جانا کم از کم اس کے لیے ناممکنات میں سے ہوتا...... پھر وہ اس طرح اچانک کیوں چلا گیا۔ جب وہ ماریہ کے فلیٹ سے نکلے تھے تو اس کی رولز وہاں موجود نہیں تھی۔ یہ بھی قاسم کی فطرت کے خلاف تھا کہ آج صبح وہ حمید کے سر نہ ہوتا۔ پچھلی رات ہی کے کسی حصے میں فون نہ کرتا۔ بہر حال اس کی طرف سے یہ خاموشی بڑی غیر فطری لگ رہی تھی۔

''تو پھر کیا صورت ہوگی۔''

''تسلی دلا سے سے قابو میں آئے گا...... اور پہلے گھیرنا پڑے گا۔ لہٰذا میں اسے گھیرنے جا رہا ہوں!'' حمید اٹھتا ہوا بولا۔

''ایسی بھی کیا جلدی۔''

''پھر وہ ہاتھ نہیں آئے گا۔'' اس نے کہا اور شاداں کے آفس سے نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ڈرگ اسٹور کے سامنے گاڑی روکی اور قاسم کو فون کرنے کے ارادے سے نیچے اتر آیا۔

کال ریسیو کرنے والی اس کی بیوی تھی۔ حمید نے قاسم کے بارے میں پوچھا۔

''آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے!'' دوسری طرف سے اس کی غصیلی آواز آئی۔

''میں کچھ بھی نہیں جانتا......!''

''پچھلی رات دو،ڈھائی بجے کے قریب آئے تھے اور صبح پھر آٹھ بجے کے قریب نکل گئے۔ناشتہ بھی نہیں کیا۔''

''بس یہی سب سے زیادہ حیرت انگیز واقعہ ہے کیونکہ صبح آنکھ کھلتے ہی وہ قریب ترین آدمی تک کو کھا جانا چاہتا ہے۔'' حمید نے کہا۔

''میں نہیں جانتی کیا چکر ہے۔''

''کیا کروگی جان کر...... ہر روز کوئی نہ کوئی چکر رہتا ہی ہے۔''

''میں سمجھی تھی شاید آپ۔''

''نہیں قطعی نہیں۔اب میں دیکھوں گا کیا بات ہے۔''

''مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے!''

''اس طرح ہاتھ اٹھاؤ گی تو کہیں نہ کہیں غرق ہی ہو جائے گا!''

''اس کے باوجود بھی مجھے کوئی دلچسپی نہیں!''

''خیر۔خدا حافظ......!'' کہہ کر حمید نے رابطہ منقطع کر دیا۔

وہاں سے وہ سیدھا دفتر پہنچا تھا۔فریدی نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا اور پھر میز پر رکھے ہوئے کاغذات کی طرف دیکھنے لگا۔

حمید رپورٹ دینے کے بعد بولا۔''قاسم کا معاملہ مجھے الجھن میں ڈال رہا ہے۔''

''کیا کہنا چاہتے ہو۔''

''کہیں وہ اسی کے ساتھ فرار نہ ہوئی ہو۔''

''ہوں......!'' فریدی اس کے شانے پر نظر جمائے ہوئے پُر تفکر لہجے میں بولا۔''ممکن ہے......اس کی گاڑی سامنے کھڑی ہو۔لفٹ مانگ کر ساتھ لے گئی ہو۔لیکن ایسی صورت میں قاسم زیادہ سے زیادہ اس جگہ کی نشاندھی کر سکے گا جہاں اسے اتارا ہوگا اور وہ اتنی احمق نہیں ہو سکتی کہ عین اسی جگہ گاڑی رکوائی ہو جہاں جانا تھا۔''

''میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔وہ اسے بیوقوف بنا کر اسی کے سر بھی پڑ سکتی ہے!''

''اچھا تو پھر؟''

''قاسم کو تلاش کرنا ضروری ہے!''

فریدی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اردلی نے کسی کا کارڈ لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

''ہوں...... بھیج دو۔'' فریدی کارڈ پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔

حمید نے میز پر جھک کر دیکھا اور پھر پیچھے ہٹ کر طویل سانس لی...... رحیم گل کا کارڈ تھا۔ وہ سختی سے ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا۔

رحیم گل اندر آیا اور فریدی نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ مجبوراً حمید کو بھی اٹھنا پڑا۔ ورنہ اس کے قصے سن سن کر اتنا غبار دل میں رکھتا تھا کہ کہیں اور ملاقات ہونے پر چھوٹتے ہی ایک آدھ ہاتھ جھاڑ دیتا۔ رحیم گل خاصا قد آور توانا آدمی تھا۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہو گی۔ آنکھوں کی بناوٹ کی بنا پر خاصا کینہ توز معلوم ہوتا تھا۔ دہانے کے گوشوں کا جھکا ایسا ہی لگتا تھا جیسے مسلسل نفرت کا اظہار کئے جا رہا ہو۔

''ماریہ کہاں ہے!'' اس نے کھڑے ہی کھڑے سوال کیا۔

''یہ سوال مجھے آپ سے کرنا چاہئے۔'' فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔ ''تشریف رکھیے۔''

''میں یہاں کسی سوشل وزٹ پر نہیں آیا۔'' وہ سانپ کی طرح پھپھکارا۔

حمید نے فریدی کی طرف دیکھا جس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

''میں پوچھتا ہوں ماریہ کہاں ہے؟''

''جوابدہی سے بچنے کے لیے فرار ہو گئی!'' فریدی بولا۔

''کیسی جوابدہی۔ کیا ضروری ہے کہ آپ لوگ ہر شہری کو پریشان کرتے پھریں۔''

''یہ بات اسی نے مس شاداں کو بتائی تھی کہ رول لیب سے غائب ہو گیا۔ جس نے دونوں کی گفتگو سنی تھی اس نے ہمیں اطلاع دے دی!''

''کس نے اطلاع دی تھی۔''

''ہم اپنے مخبروں کے نام ظاہر نہیں کرتے۔''

''میرے خلاف کسی قسم کی سازش ہو رہی ہے! رول کیمرے سے غائب ہوا تھا۔ لیب تک نہیں پہنچا۔''

''کیا آپ اسے بھی جھٹلا دیں گے.....جس نے خود آپ کو رول دیا تھا!''

''اوہ......! میں نہیں جانتا وہ کون ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے!''

''فریدی نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ اردلی اندر آیا۔ فریدی نے اس سے کہا''مقصود صاحب کو یہاں لے آؤ۔''

''اچھا۔ اچھا!'' رحیم گل سر ہلا کر بولا۔''یہ مقصود شاید راشد کا پروڈکشن مینجر ہے!''

''آپ ٹھیک سمجھے!''

''اگر اس نے ایسی کوئی اطلاع دی ہے تو جھوٹا ہے! اگر سچا ہے تو رسید ہو گی اس کے پاس۔ میرے یہاں بے ضابطگی نہیں ہوتی۔''

''مجھے علم ہے کہ انکم ٹیکس بچانے کے لیے کیا کچھ نہیں ہوتا۔''

''یہ بھی الزام ہے! اس سلسلے میں آپ میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔''

''مجھے آپ کے انکم ٹیکس سے کوئی سروکار نہیں! اور اس معاملے میں کوئی بے ضابطگی نہیں ہوئی کیونکہ مقصود کے پاس رول کی رسید موجود ہے۔''

''اوہ۔'' اس کا منہ کھل گیا لیکن جلد ہی اپنی حالت پر قابو پا کر بولا۔''تو میرے گرد جال بنا جا رہا ہے۔''

''اب آپ الزام تراشی پر اتر آئے۔'' فریدی مسکرا کر بولا۔

''خیر......خیر......میں دیکھوں گا۔''

''آپ کیا دیکھیں گے مسٹر رحیم گل!'' فریدی آگے جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔

''انسپکٹر جنرل......!''

''بس۔'' فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔''میرے معاملات میں صدر مملکت کے علاوہ اور مداخلت نہیں کر سکتا۔''

''وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ راشد کا پروڈکشن مینجر مقصود کمرے میں داخل ہوا اور رحیم گل کو دیکھ کر دروازے کے قریب ہی ٹھٹک گیا۔

''آیئے۔ آیئے۔ مسٹر مقصود۔ مجھے وہ رسید چاہئے جو آپ کو گل پروس سے ملی تھی۔''

''فراڈ بالکل فراڈ......!'' رحیم گل غرایا اور مقصود کو قہر آلود نظروں سے دیکھنے لگا۔

مقصود نے جیب سے رسید نکال کر فریدی کی طرف بڑھا دی اور فریدی نے رحیم گل سے کہا۔ ''رسید کا نمبر نوٹ کیجئے مسٹر گل اور جا کر رسید بک میں کاؤنٹر فائیل سے موازنہ کر لیجئے گا۔''

''خدا کی پناہ! اتنا لمبا فراڈ کیا گیا ہے۔ یعنی سچ مچ میری رسید بک استعمال کی گئی ہے!''

''فراڈ ثابت کرنے کے لیے آپ کو عدالت میں جانا پڑے گا مسٹر گل۔'' فریدی نے بیحد نرم لہجے میں کہا۔ ''اور اس وقفے میں کیا ہوگا۔ غالباً آپ جانتے ہوں گے۔''

''کیا ہوگا۔''

''آپ بند رہیں گے۔ ضمانت بھی نہیں ہو سکے گی۔''

''میں دیکھتا ہوں!'' وہ اٹھنے لگا۔

''نہیں مسٹر گل۔ آپ یہاں سے نہیں جا سکتے!''

''کیا مطلب۔''

''خود کو زیرِ حراست سمجھئے!''

''یہ ناممکن ہے!''

''ناممکنات کو ممکن بنانے ہی کے لیے ہم یہاں بٹھائے گئے ہیں مسٹر گل۔'' فریدی نے کہا اور مقصود سے بولا۔ ''آپ جا سکتے ہیں!''

وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں سلام کر کے چلا گیا۔ رحیم گل کسی ایسے درندے کی طرح ہانپ رہا تھا جسے چاروں طرف سے گھیر لیے جانے کا احساس ہو گیا ہو۔

حمید خاموش بیٹھا سب کچھ دیکھتا رہا تھا۔ دفعتاً بولا! ''ہتھکڑیاں نکالوں۔''

''ہتھکڑیوں کی ضرورت نہیں۔ وہ تو تشہیر کے لیے لگائی جاتی ہیں!'' فریدی نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ ''گارڈز کو بلا کر ان کے حوالے کر دو۔''

''یہ زیادتی ہے؟'' رحیم گل کسی قدر ڈھیلا پڑ کر بولا۔

''یہ زیادتی تو آپ کر رہے ہیں مسٹر گل۔ یقین کیجئے میں آپ سے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ آپ سچی بات بتا دیں۔ مجھے یقین ہے کہ خود آپ نے وہ رول غائب نہیں کیا۔''

رحیم گل اب..... خاصا نارمل نظر آنے لگا تھا۔ تیکھے خطوط ڈھیلے پڑ گئے تھے اور آنکھوں

کی خشمگینی بھی زائل ہوگئی تھی۔

''مقصود نے مجھے رول دیا تھا۔'' وہ آہستہ سے بولا۔ ''لیکن وہ حیرت انگیز طور پر غائب ہو گیا۔ پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔''

''کون غائب کر سکتا ہے اور کیوں؟''

''میں نہیں جانتا۔''

''صاف ظاہر ہے کہ کوئی آپ کو الجھانا چاہتا ہے۔''

''لیکن وہ ماریہ نہیں ہو سکتی۔''

''تو پھر اس طرح فرار کیوں ہو گئی۔''

''بہت جلد خوفزدہ ہو جاتی ہے۔''

''مسٹر گل وہ بہت جلد خوفزدہ ہو جانے والیوں میں سے نہیں معلوم ہوتی۔''

''خدا جانے......لیکن۔''

''کچھ نہیں۔ آپ کے حق میں یہی بہتر ہو گا کہ اس کو تلاش کرنے میں ہم سے تعاون کریں اور ہاں اب کسی نہ کسی طرح اپنے رجسٹر میں رول کی وصولیابی کا اندراج کر لیجئے!''

''اس سے کیا ہو گا۔''

''آپ کو صرف یہ بیان دینا ہوگا کہ آپ کی لاعلمی میں وہ رول غائب ہو گیا۔''

''اور پھر۔''

''پھر یہ کہ آپ حراست میں نہیں لیے جائیں گے۔ ابھی تحریری بیان دے دیجئے۔''

حمید کو ایسا لگا جیسے مین کھیل کے دوران میں فٹ بال کی ہوا نکل گئی ہو۔ سخت مایوسی ہوئی تھی رحیم گل کے رویئے سے۔ وہ تو سمجھا تھا کہ اب اس کے خلاف دل کا غبار نکالنے کا موقع ملے گا۔ لیکن شاید فریدی ہی نہیں چاہتا تھا کہ اسے حراست میں لیا جائے لہٰذا محض اعتراف کرا لینے کے لیے اتنا کھڑاک کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ رول کی رسید غیر قانونی ہی طریقے سے بنوائی گئی ہو گی۔ لیبارٹری کے کسی ملازم پر کچھ رقم صرف کئے بغیر یہ کام نہ ہو سکا ہو گا۔

رحیم گل نے اپنا بیان خود ہی لکھا۔ دستخط کئے اور چپ چاپ چلا گیا۔

''میں داد نہیں دے سکتا!'' حمید برا سا منہ بنا کر بولا۔ ''واقعی آپ اس سے مرعوب ہو

گئے تھے!''

''برخوردار میں تشدد کرنے کی مشین نہیں ہوں۔ تشدد اسی صورت میں کرتا ہوں جب حکمت عملی کارگر نہیں ہوتی۔''

''اس وقت مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی مزار کے متولی کی خدمت میں حاضری دے بیٹھا ہوں۔''

''وقت نہ ضائع کرو۔''

''اب کرنے کو رہا ہی کیا ہے......!''

''یقین کرو کہ اس سلسلے میں فلم انڈسٹری ہمارا میدان ہرگز نہیں ہو سکتا!''

''کیا مطلب۔''

''تم ان سپاہیوں کی لاشوں کو کیوں بھول جاتے ہو......؟''

''تو گویا حقیقت وہ نہیں ہے جو نظروں کے سامنے ہے!''

''شاید ایسا ہی ہو......لیکن ماریہ اس سلسلے کی ایک کڑی ضرور ہو سکتی ہے۔ جس کی انتہا تک ہم پہنچنا چاہتے ہیں!''

''میں نہیں سمجھا۔''

''وہ رول محض اس لیے نہیں غائب کیا گیا کہ رحیم گل پھنس جائے۔''

''آپ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے!''

''اچھی بات ہے۔ فی الحال اسے مفروضہ ہی سمجھ لو۔ لیکن ہمیں اسی مفروضے سے ابتداء کرنی ہے کہ کیمرے نے کوئی اہم شہادت عکس بند کی ہوگی۔''

حمید کچھ نہ بولا۔ چاروں کانسٹیبلوں کی اموات کے بارے میں وہ پہلے بھی سوچ چکا تھا۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ ''اچھا اب مجھے بھی کچھ فرض کر لینے دیجئے کیونکہ ہم اپنی گاڑی مفروضوں ہی کے سہارے آگے بڑھاتے ہیں۔ فرض کیجئے قاسم ہی نے کہیں لے جا کر اسے چھپایا ہے......تو کہاں لے گیا ہوگا؟''

''تمہارے سوچنے کی بات ہے! تم اسے مجھ سے زیادہ جانتے ہو!''

''بہت دیر سے سوچ رہا ہوں......ایگل بیچ پر اس کے کئی ہٹ ہیں۔ اس کے باپ کے

غیر ملکی مہمان وہیں قیام کرتے ہیں......اوہ...... معلوم ہو جائے گا۔ آپ فکر نہ کیجئے!''

حمید چٹکی بجا کر بولا۔

''کیا معلوم ہو جائے گا۔''

''ان ہٹس میں قیام کرنے والوں کا حساب بیچ ہوٹل میں چلتا ہے۔ بیچ ہوٹل سے معلوم ہو جائے گا کہ کس ہٹ کا حساب کب سے چل رہا ہے۔ اگر کسی ہٹ کا حساب پچھلی رات سے چلا ہے تو بس وہی ہماری منزل ہو گی۔''

''جاؤ کوشش کرو۔''

{ }

رحیم گل، فریدی کے آفس سے نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور بے خیالی میں اچانک ایک جانب چل پڑا۔ اتنی بڑی شکست کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ دم گھٹ رہا تھا۔ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے اب کبھی کسی کو منہ نہ دکھا سکے گا۔ لیکن ساتھ ہی اس نکتے پر غور کر رہا تھا کہ ماریہ فرار کیوں ہو گئی۔ فریدی سے اس نے ماریہ کے ڈرپوک ہونے کے بارے میں غلط بیانی کی تھی۔ ماریہ ہرگز ڈرپوک نہیں تھی۔ لیکن کیا رول خود اس نے غائب کیا تھا لیکن فرار کیوں ہو گئی......کیا وہ رول اس وقت بھی اس کے فلیٹ میں موجود تھا۔ جب فریدی اس سے پوچھ گچھ کے لیے وہاں گیا تھا۔ ضرور یہی بات تھی۔ وہ اس رول سمیت ہی وہاں سے فرار ہوئی ہو گی۔ محض رول کے لیے فرار ہوئی ہو گی......ورنہ وہ اتنی احمق نہیں ہو سکتی۔ رول اس کی تحویل سے غائب ہوا تھا۔ ماریہ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ ہاں اس سے یہ غلطی ضرور ہوئی تھی کہ اس نے اس کی گمشدگی کے بارے میں صرف ماریہ کو بتا دیا تھا اور اس اعتماد کے ساتھ کہ وہ اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرے گی لیکن اس نے شاداں کو بتا دیا اور اس طرح بتایا کہ کوئی بھی سن لے۔ اوہ......جہنم میں جائے۔ اس کی کتنی توہین ہوئی تھی اور اسے اپنی طبیعت پر جبر کر کے کتنا جھکنا پڑا تھا......کس قدر چالاک آدمی ہے یہ کرنل فریدی۔ ظاہر ہے کہ اس نے وہ رسید غیر قانونی طور پر حاصل کی ہو گی۔ لیکن اس رسید کی بنا پر وہ اس کے خلاف کارروائی کر سکتا تھا۔ یعنی اس وقت تک وہ یقینی طور پر اسے حراست میں رکھ سکتا تھا جب تک رسید کا جعلی ہونا ثابت نہ ہو جاتا اور یہ کارروائی عدالت میں ہوتی اور وہ ریمانڈ پر ریمانڈ لیتا رہتا......بہرحال

اب وہ اس رسید کے سلسلے میں کرنل فریدی کے خلاف بھی کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اپنا تحریری بیان دے چکا تھا...... عجیب سی پژمردگی ذہن پر طاری ہونے لگی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے اندر کوئی کمی واقع ہوگئی ہو۔ آرلکچنو کے قریب اس نے گاڑی روکی۔ اندر پہنچ کر سیدھا بار کی طرف چلا گیا۔

''ڈبل پگ وہسکی!'' اس نے بارٹنڈر سے کہا اور کاؤنٹر کے قریب پڑے ہوئے اسٹولوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ قریب ہی کچھ اور لوگ بھی بیٹھے پی رہے تھے۔ دو سفید فام غیر ملکی بھی اس کے پیچھے ہی آئے تھے اور انہوں نے بھی کچھ طلب کیا تھا۔ رحیم گل وہسکی کی چسکیاں لیتا رہا۔ آہستہ آہستہ ذہنی اضمحلال دور ہو رہا تھا۔

گلاس خالی کر کے کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ اور بل کی رقم ادا کر کے واپسی کے لیے اٹھا ہی تھا کہ ایک غیر ملکی اس کے برابر آ کھڑا ہوا۔ وہ اس کی طرف توجہ دیئے بغیر صدر دروازے کی طرف چل پڑا تھا۔ اس کے وجود کا احساس تو اس وقت ہوا جب وہ اس سے بالکل ہی لگ کر چلنے لگا۔ رحیم گل نے ایک طرف ہٹنا چاہا لیکن کوئی چیز اس کے بائیں پہلو سے چبھنے لگی اور غیر ملکی آہستہ سے بولا۔ ''بے آواز پستول کی نال ہے۔ چپ چاپ چلتے رہو۔''

رحیم گل اسے انکھیوں سے دیکھتا ہوا چلتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ فٹ پاتھ پر آ گئے۔ اب وہ دونوں سفید فام غیر ملکیوں کے درمیان چل رہا تھا۔

''اس کا کیا مطلب ہے!'' وہ جھنجھلا کر بولا۔

''بے آواز فائر ہوگا اور تم ڈھیر ہو جاؤ۔ ورنہ خاموشی سے چلتے رہو!''

اس طرح وہ اسے ایک لمبی سی سیاہ گاڑی کے قریب لائے۔ ان میں سے ایک نے دروازہ کھولا اور پہلے خود اندر بیٹھ کر سیٹ کے دوسرے گوشے تک سرک گیا۔ پھر رحیم گل سے بیٹھنے کو کہا گیا۔

''آخر تم چاہتے کیا ہو۔''

''بیٹھو......!'' غیر ملکی غرایا اور اس کی کمر پر پستول کا دباؤ بڑھ گیا۔ پستول غیر ملکی کے کوٹ کی جیب میں تھا۔

طوعاً و کرہاً رحیم گل گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد وہ گاڑی میں بیٹھا تھا جس کے

جیب سے پستول کی نال اس کے پہلو میں چبھتی رہی تھی۔ تیسرا آدمی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا...... گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

''آخر چکر کیا ہے!'' رحیم گل نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔'' مجھے کہاں لے جا رہے ہو!''

''خاموش بیٹھے رہو!......!'' پستول والا غرایا۔

رحیم گل خائف نہیں تھا۔ لیکن اس قسم کی غنڈہ گردی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ بھلا یہاں سفید فام غیر ملکی اس قسم کی حرکتیں کیوں کرنے لگے۔ گاڑی ایک ایسی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تھی جسکی دیواریں بہت اونچی تھیں۔ سڑک پر سے اندر کے حالات نظر نہیں آ سکتے تھے۔

رحیم گل کو اسی طرح گاڑی سے نیچے اتارا گیا جس طرح سوار کرایا گیا تھا اور پھر وہ اسے عمارت کے اندر لائے۔

یہاں ایک اور سفید فام غیر ملکی شاید اسی کا منتظر تھا وہ اسے خاموشی سے دیکھتا رہا اور قبل اس کے کہ رحیم گل اس سے اس حرکت کے بارے میں پوچھتا وہ سوال کر بیٹھا۔'' ماریہ کہاں ہے؟''

''کیا مطلب؟'' رحیم گل چونک کر بولا۔

''میری بات کا جواب دو۔''

''میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے!''

اس آدمی نے رحیم گل کے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے اچھل کر رحیم گل کی کمر پر لات رسید کر دی۔

رحیم گل منہ کے بل فرش پر گرا اور پھر اس پر وحشت طاری ہو گئی۔ یہ بھی بھول گیا کہ پستول کے زور پر یہاں تک لایا گیا ہے۔ اٹھا اور پاس کھڑے ہوئے سفید فام پر ٹوٹ پڑا......اور پھر وہ سب آپس میں گڈ مڈ ہو کر رہ گئے...... یہاں تین ہی تھے۔

گاڑی ڈرائیو کرنے والا باہر ہی رہ گیا تھا۔ رحیم گل ان پر بھاری پڑ رہا تھا۔ دفعتاً پستول بھی نکل آیا اور اس دوران میں رحیم گل کو ہوش بھی آ گیا تھا۔

''رک جاؤ!'' اسے وارننگ دی گئی۔'' ورنہ گولی مار دی جائے گی۔''

رحیم گل ان سے کسی قدر دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ تیسرا آدمی سفاکانہ انداز میں مسکرا کر بولا۔'' بہت بے جگرے معلوم ہوتے ہو اور بیوقوف بھی۔''

''جب میں جانتا ہی نہیں کہ ماریہ کہاں ہے تو اس کے علاوہ اور کرتا بھی کیا۔ تمہیں میری بات پر یقین نہیں آیا تھا!'' رحیم گل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ''پولیس کو بھی ماریہ کی تلاش ہے اور پولیس سے بھی دھمکیاں سن چکا ہوں۔''

''بیٹھ جاؤ۔'' اس آدمی نے کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

رحیم گل خاموشی سے بیٹھ گیا۔ وہ اپنا دماغ ٹھنڈا رکھنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔

''تم کرنل فریدی کے آفس میں گئے تھے!'' وہ آدمی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

''ہاں میں وہاں کرنل فریدی سے ماریہ کے بارے میں پوچھنے گیا تھا۔''

''کرنل فریدی کیا جانے۔ کیا وہ اس کی حراست میں ہے!''

''نہیں اسے بھی ماریہ کی تلاش ہے۔''

''تم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہے۔''

''میں نہیں جانتا! لیکن آخر چکر کیا ہے!''

''ظاہر ہے کہ وہی رول!'' وہ آدمی مسکرا بولا۔

''اوہ؟'' رحیم گل ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ پھر بولا! ''تو یہ حقیقت ہے کہ رول ماریہ ہی نے چرایا ہے۔''

''ہاں وہ اسی کے پاس ہے اور ہر قیمت پر ہمیں چاہئے۔ پہلے وہ ہمارے مقرر کردہ معاوضے پر تیار ہوگئی تھی۔ لیکن رول چرا لینے کے بعد اس نے مطالبہ بڑھا دیا۔ اس کے بعد غائب ہوگئی۔ ورنہ ہم اسے منہ مانگی قیمت ادا کر دیتے۔''

''اس کا کیا مطالبہ تھا۔''

''دس ہزار......!''

''اور تم کیا دینے والے تھے!''

''تین ہزار۔''

''اب میں سمجھ گیا۔'' رحیم گل کو ہنسی آ گئی۔

''کیا سمجھ گئے۔'' وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

''پولیس اچانک اس کے فلیٹ میں پہنچی تھی۔ خانہ تلاشی کے ڈر سے وہ اس رول کو وہاں

سے لے بھاگی۔ کرنل فریدی کو جل دے گئی۔ وہ خود گیا تھا۔''

''اگر یہ بات ہے تو مجھے افسوس ہے! محض غلط فہمی کی بنا پر تمہارے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا گیا!''

''کوئی بات نہیں۔ اس بیہودہ عورت نے میری مٹی پلید کر دی!''

''کیا تم بھی پولیس کے معتوب ہو!''

''کیوں نہ ہوتا جب کہ وہ رول میری تحویل سے غائب ہوا ہے! میں نے تو بات بنانے کی کوشش کی تھی۔ پروڈکشن منیجر سے جھوٹا بیان دلوا دیا تھا کہ رول کیمرے ہی سے غائب ہوا تھا! لیکن یہاں بھی ماریہ ہی کی وجہ سے چوٹ ہوئی۔''

''کیوں اس نے کیا کیا!''

''میں تو جانتا نہیں تھا کہ رول اسی نے چرایا ہے۔ لہٰذا اس کے غائب ہو جانے کے بعد اس سے پریشانی کا اظہار کیا تھا۔ ساتھ ہی تاکید کر دی تھی کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ لیکن اس نے میری بہن سے تذکرہ کر دیا اور ان کی گفتگو کسی تیسرے نے بھی سن لی۔ اس طرح بات کرنل فریدی تک جا پہنچی۔''

''اوہ۔ تو یہ قصہ ہے واقعی وہ بالکل احمق معلوم ہوتی ہے! کہیں کرنل فریدی ہی کے ہاتھ نہ لگ جائے۔''

''ہو سکتا ہے!'' رحیم گل بیزاری سے بولا۔ ماریہ کے خلاف اس کے سینے میں نفرتوں کے طوفان امنڈ رہے تھے۔ ہاتھ لگ جاتی تو خود ہی اس کی ہڈیاں توڑ دیتا۔

''اسے تلاش کرنے میں ہماری مدد کرو۔ دس ہزار تم دونوں میں برابر برابر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔''

''پانچ ہزار یا دس ہزار کی کیا وقعت ہے میری نظروں میں..... اتنی رقومات تو میں جوئے کی میز پر ہار دیتا ہوں۔''

''پھر ہم کچھ زیادہ کی سوچیں گے۔''

''میں یہ کام مفت کروں گا۔'' رحیم گل اسے گھورتا ہوا بولا۔

''لیکن یاد رہے کہ اگر وہ رول ہماری بجائے کرنل فریدی کو پہنچا تو تمہاری خیر

نہیں۔اپنے گھر میں بھی تمہاری موت واقع ہوسکتی ہے! ماریہ کے سلسلے میں ہم سے غلطی ہو گئی۔ہمیں اس کی بجائے تمہارے کسی ملازم سے بات کرنی چاہئے تھی۔''

''مجھے کرنل فریدی سے کیا ہمدردی ہوسکتی ہے۔ میں ہر اس شخص کا دشمن ہوں جو مجھے کسی طرح بھی دھمکانے کی کوشش کرے۔''

''تم ایسے ہی معلوم ہوتے ہو!'' وہ سر ہلا کر بولا۔

''کیا ماریہ تمہیں لوئوں سے تعلق رکھتی ہے۔''

''نہیں۔کسی کے توسط سے ہم نے اس سے بات کی تھی۔''

''تو پھر اسے میرے حوالے کر دینا۔ مطلب یہ کہ تمہیں تو صرف اس زول ہی سے سروکار ہوگا۔''

''بالکل!'' وہ سر ہلا کر بولا۔''ماریہ ہمارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی!''

''بس تو پھر ٹھیک ہے! میں چاہتا ہوں کہ وہ صحیح وسالم حالت میں پولیس کے ہاتھ نہ لگے۔''

''تمہاری یہ خواہش پوری ہو جائے گی۔''

''اور تمہارے دس ہزار بھی بچ جائیں گے۔'' رحیم گل آہستہ سے بولا۔

()

بیچ ہوٹل کا منیجر حمید کو پہچانتا تھا۔اس لیے اسے یہ معلوم کر لینے میں قطعاً دشواری نہ ہوئی کہ پچھلی رات سے کس ہٹ کا اکاؤنٹ کھلا ہے! عاصم انڈسٹریز کے مخصوص واؤچرز پر حساب چلتا تھا اور ادائیگیاں ماہانہ بنیاد پر ہوتی تھیں۔ہٹ نمبر ستائیس غالباً سب سے زیادہ شاندار ہٹ تھا۔ اس نے ہوٹل ہی سے فون پر ہٹ کے نمبر ڈائیل کئے اور ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا۔

''ہالو۔'' دوسری طرف سے قاسم کی آواز آئی اور حمید نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

تو وہ ہٹ میں موجود تھا۔حمید ہوٹل سے نکل کر سیدھا اسی طرف چل پڑا...... پہلے یقین کر لینا چاہتا تھا کہ ماریہ بھی ہٹ میں موجود ہے یا نہیں۔ اس کے لیے براہ راست دروازے پر جا کر دستک دینا مناسب نہ معلوم ہوا۔ اگر وہ موجود ہوئی تو قاسم کو سنبھال لینا تنہا اس کے بس کا روگ نہ ہوگا۔ ہٹ کے قریب پہنچنے سے قبل ہی اس نے دو ننھے ننھے اسپرنگ نکالے اور ناک کے نتھنوں کے اندر مخصوص جگہوں پر فٹ کر لیے...... ناک کی نوک اس طرح اوپر اٹھی

کہ اس کے ساتھ ہی اوپری ہونٹ بھی کسی قدر اوپر اٹھ گیا اور دانت دکھائی دینے لگے۔ یہ اس کا ریڈی میڈ میک اپ تھا۔

یہ میک اپ شکل میں ایسی تبدیلی لایا تھا کہ ماریہ بھی اسے نہ پہچان سکتی اور پھر اسے فی الحال ان دونوں سے دور ہی رہ کر انہیں نظروں میں رکھنا تھا۔

ہٹ نمبر ستائیس کے سامنے والا ہٹ مقفل تھا۔ وہ اسی کے برآمدے میں اس طرح بیٹھ گیا جیسے چلتے چلتے تھک گیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس نے قاسم کا قہقہہ سنا لیکن اس کے ساتھ کوئی دوسری آواز نہیں تھی۔

وہ کچھ کہہ بھی رہا تھا لیکن اس کے الفاظ صاف طور پر نہیں سنائی دیتے تھے۔ تنہائی میں بھی قاسم قہقہہ لگا سکتا تھا لیکن بولنے کا انداز ایسا نہیں تھا کہ کسی دوسرے کی عدم موجودگی پر دلالت کرتا۔ کوئی اور بھی ضرور تھا اس کے ساتھ۔ لیکن دوسری آواز نہ سنائی دی۔ حمید نے جیب سے تمباکو کی پاؤچ نکالی اور سگریٹ رول کرنے لگا۔ میک اپ ریڈی میڈ ہو یا مستقل وہ پائپ استعمال نہیں کرتا تھا۔ ایسے مواقع کے لیے سگریٹ کے کاغذ کا پیکٹ بھی پاؤچ میں ڈالے رکھتا تھا۔

قریباً دس منٹ بعد اس نے کسی عورت کا قہقہہ بھی سنا اور دروازہ کھلتے دیکھ کر دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔

قاسم باہر نکلتا ہوا انگلش میں کسی سے کہہ رہا تھا۔ ''بےفکری سے رہو۔ میں ان لوگوں کو تلاش کروں گا......وہ تمہاری رقم ہضم کر کے اس شہر میں نہیں رہ سکیں گے۔ میں بہت جلد واپس آ جاؤں گا.... بےفکر رہو......!''

''میں آج رات تنہا نہیں گزار سکوں گی۔'' ہٹ کے اندر سے آواز آئی۔ حمید نے کنکھیوں سے دیکھا لیکن عورت نہ دکھائی دی۔ قاسم تو باہر ہی کھڑا ہوا تھا۔

''میں گھر میں کہہ دوں گا کہ کام سے شہر کے باہر جا رہا ہوں!'' قاسم نے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف چل پڑا۔ ہٹ کا دروازہ آواز کے ساتھ بند ہوا تھا۔ پھر بولٹ سرکنے کی آواز بھی صاف سنائی دی۔

قاسم کی گاڑی وہاں سے چلی گئی۔ حمید ماریہ کی آواز پہچان چکا تھا۔ اس نے سوچا فریدی کو

مطلع کر دینا چاہئے۔ اگر خود اس نے اپنی مرضی سے کوئی قدم اٹھایا اور بات بگڑ گئی تو اچھا نہ ہوگا۔

وہ اٹھ کر بیچ ہوٹل کی طرف چل پڑا۔

تھوڑی دیر بعد فون پر فریدی سے کہہ رہا تھا۔ ''میرا اندازہ درست نکلا! جی ہاں بیچ ہوٹل سے بول رہا ہوں۔ اس وقت وہ ہٹ میں تنہا ہے...... قاسم جلد ہی واپس آ جانے کا وعدہ کر کے کہیں چلا گیا ہے۔''

''وہیں ٹھہر کر نگرانی جاری رکھو میں آ رہا ہوں۔'' فریدی نے کہا اور پھر رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

حمید پھر اسی مقام پر واپس آ گیا جہاں سے نگرانی کرتا رہا تھا۔ قاسم کے ہٹ کا دروازہ بدستور بند رہا۔ کھڑکیوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ وہ کسی کھڑکی میں نہ دکھائی دی۔ خاصی محتاط معلوم ہوتی تھی۔ ویسے حمید سوچ رہا تھا کہ قاسم کو علم ہے کہ ماریہ پولیس کو مطلوب ہے! کیا اس نے اسے بتا دیا ہوگا! کیا قاسم دیدہ دانستہ اس کی اعانت کر رہا ہے؟

وقت گزرتا رہا اور اس کی بے چینی بڑھتی رہی۔ کہیں قاسم بھی سچ مچ ملوث نہ ہو گیا ہو۔

فریدی کی گاڑی ہٹ سے خاصے فاصلے پر رکی۔ لیکن یہاں سے دکھائی دے رہی تھی۔

حمید اٹھ کر اس کی جانب بڑھا اور ناک سے اسپرنگ نکال کر جیب میں ڈال لیے۔

''کیا وہ واپس آ گیا......!'' فریدی نے گاڑی سے اترتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''جی نہیں......!''

''چلو'' وہ آگے بڑھتا ہوا بولا۔ دونوں ہٹ کے دروازے پر رکے اور فریدی نے دستک دی۔

''کون ہے؟'' اندر سے پوچھا گیا۔

''میں ہوں......!'' فریدی نے من و عن قاسم کی آواز کی نقل اتاری اور حمید نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

بولٹ سرکنے کی آواز آئی ہی تھی کہ فریدی نے دروازے کو زور سے دھکا دیا اور اندر گھستا چلا گیا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی اور پھر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

''دروازہ بولٹ کر دو۔'' فریدی نے حمید کی طرف مڑے بغیر کہا۔

''یہ......یہ......زبردستی!'' وہ ہکلا کر رہ گئی۔

''ہم سے پیچھا چھڑا لینا اتنا آسان نہیں ہے۔''

''مم......میں پچھلی رات بہت زیادہ خوفزدہ ہوگئی تھی......اس لیے۔''

''رول ہمارے حوالے کردو۔''

''کک کیسا رول۔''

''وہی جسے تم نے گل پروس سے اڑایا تھا!''

''یہ درست نہیں ہے!''

''اس کے باوجود بھی تم اس معاملے کے صاف ہونے تک حراست میں رہو گی!''

''لل۔لیکن......!''

''بہتری اسی میں ہے کہ رول ہمارے حوالے کردو۔ ورنہ بہت پریشانیاں اٹھاؤ گی!''

''مم......میرے پاس نہیں ہے!''

''حمید ہٹ کی تلاشی لو۔''

''یہ نہیں ہوسکتا!'' ماریہ مضطربانہ انداز میں بولی۔ ''تلاشی کا وارنٹ دکھاؤ۔''

''تمہیں وارنٹ طلب کرنے کا حق نہیں پہنچتا کیونکہ یہ تمہارا ہٹ نہیں ہے!'' فریدی نے کہا اور حمید نے اپنا کام شروع کردیا۔

''مغل شاہی مت چلاؤ۔ یہ بیسوی صدی ہے!'' ماریہ بولی۔ پھر اس نے حمید کے ساتھ ہی دوسرے کمرے میں داخل ہو جانا چاہا تھا۔فریدی نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی پکڑ لی اور جھٹکا دے کر بولا۔ ''مجھے نامناسب رویہ اختیار کرنے پر مجبور نہ کرو۔''

''وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئی۔آنکھوں سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے ابل پڑنا چاہتی ہو۔لیکن سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑی رہی۔ دفعتاً حمید ایک چھوٹا سا سوٹ کیس اٹھاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

''اس سوٹ کیس کے علاوہ یہاں اور کچھ نہیں ہے اور یہ مقفل ہے!''

''تمہارا ہے؟'' فریدی نے ماریہ سے پوچھا۔

وہ کچھ نہ بولی......فریدی نے کنجی طلب کی۔لیکن وہ خاموش کھڑی رہی......!

"قفل توڑ دو۔" فریدی نے حمید سے کہا۔

"قفل کو غلط طریقے سے چھیڑا گیا تو سوٹ کیس دھماکے کے ساتھ پھٹ جائے گا۔" ماریہ نے کہا۔

"بہت خوب۔" فریدی مسکرا کر بولا۔" ہم کوئی جاسوسی کہانی ڈراماٹائز نہیں کر رہے۔"

حمید سوٹ کیس کے قفل کو ایک باریک اوزار کی مدد سے کھولنے کوشش کر رہا تھا۔

"ٹھہر جاؤ۔" وہ بے بسی سے ہاتھ اٹھا کر بولی۔" رول اس میں موجود ہے......اور میں نہیں جانتی کہ اس کی کیا اہمیت ہے......قفل ضائع نہ کرو میں کھولے دیتی ہوں۔"

حمید نے کوشش ترک کر دی اور وہ آگے بڑھتی ہوئی بولی۔" مجھے دو۔"

"کنجی۔" حمید نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا! کنجی لاؤ۔ رول کے علاوہ اور کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔"

"میں کنجی نہیں دوں گی۔"

"میں آنکھیں بند کر کے صرف رول نکال لوں گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔"

ٹھیک اسی وقت باہر سے کسی گاڑی کے رکنے کی آواز آئی اور ماریہ اس طرف متوجہ ہو گئی حمید سمجھ گیا تھا کہ قاسم واپس آ گیا ہے۔ لہٰذا وہ سوٹ کیس لیے ہوئے جھپٹ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

" دیکھئے آپ خواہ مخواہ بات بڑھا رہے ہیں۔" ماریہ نے فریدی سے کہا۔" میں اعتراف کر چکی ہوں کہ رول میرے پاس ہے۔"

دروازے پر دستک ہوئی اور ماریہ آہستہ سے بولی۔" پلیز اسے نہ معلوم ہونے پائے۔"

فریدی نے کچھ کہے بغیر آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

"ارے باپ رے!" قاسم کی زبان سے بے ساختہ نکلا تھا۔

"یہ......یہ...... پولیس آفیسر ہیں!" ماریہ جلدی سے بولی۔" یہ میری مدد کریں گے۔ میں ان کے ساتھ جا رہی ہوں!"

قاسم ہونقوں کی طرح منہ کھولے کھڑا رہا۔

''ہاں ٹھیک ہے!'' فریدی نے سر ہلا کر کہا۔ ''سب ٹھیک ہو جائے گا!''

''لیکن......مم...... میں نے تو!'' قاسم ہکلا کر رہ گیا۔

''ہاں تم سے غلطی ہوئی۔ تمہیں میرے پاس آنا چاہئے تھا۔'' فریدی نے کہا اور اونچی آواز میں بولا۔ ''حمید چلو.....! یہ ہمارے ساتھ جا رہی ہیں۔''

حمید سوٹ کیس اٹھائے ہوئے کمرے سے برآمد ہوا۔

اس پر نظر پڑتے ہی قاسم دانت پیسنے لگا۔ لیکن کچھ بولا نہیں...... ویسے جب وہ باہر نکل کر گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔ قاسم نے حمید سے کہا۔ ''قیا یہ جروری ہے کہ تم اس طرح میری ٹوہ میں رہا قرو...... خداوند کریم تم کو جلد غارت قرے گا......تم دیخ لینا۔''

فریدی نے مڑ کر تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور وہ ہونٹ بھینچ کر پیچھے ہٹ گیا۔

''کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے...... سب ٹھیک ہو جائے گا!'' ماریہ نے قاسم کی جانب دیکھ کر ایسے انداز میں کہا جیسے کسی ننھے سے بچے کو کچھ سمجھا رہی ہو۔

وہ گاڑی میں بیٹھ گئے اور قاسم نے آگے بڑھ کر ماریہ سے پوچھا۔

''لیکن یہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے تھے۔''

''میں نے فون کر کے بلایا تھا۔'' ماریہ نے جواب دیا۔

''میں بھی چلوں؟''

''نہیں......کیا ضرورت ہے..... معاملات ٹھیک ہو جانے پر میں تمہیں فون کر دوں گی۔''

فریدی نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ حمید پچھلی سیٹ پر ماریہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ کچھ فاصلہ طے ہو جانے کے بعد حمید نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ قاسم کی گاڑی برابر تعاقب کر رہی تھی۔ لیکن فاصلے سے۔

''وہ آرہا ہے۔'' حمید نے ماریہ سے کہا۔

''اتنا معصوم آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا.... بیچارے نے بڑی شرافت سے لفٹ دی تھی۔''

حمید نے اس ریمارک پر کچھ نہیں کہا۔ پھر کچھ دیر بعد بولا۔

''آخر اس سوٹ کیس میں اس رول کے علاوہ اور کیا ہے۔ جس کی بنا پر تم نے مجھے کنجی

نہیں دی تھی۔''

''اب تمہارے بس میں ہوں دیکھ ہی لو گے۔ لیکن جس طرح اس رول کے معاملے میں بیوقوف بنی ہوں اسی طرح اس دوسری چیز کا بھی مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ بھی کسی اور کی ہے۔''

''کیا چیز ہے۔''

''بغیر لائسنس کا ایک پستول جو میری ملکیت نہیں ہے۔ رحیم گل نے رکھوایا تھا۔''

''تمہارے قبضے میں ہے۔''

''تو یہ دوسرا جرم ہوا۔''

''بہت مضبوط اعصاب والی ہو۔''

''رول کے معاملے میں کس طرح بیوقوف بنی ہو۔'' فریدی نے سوال کیا۔

''ایک شخص نے معاوضے پر یہ کام مجھ سے لیا تھا۔ لیکن پھر مفت جھپٹ لینا چاہا....اب میں ایسی احمق تو ہوں نہیں کہ اس کی باتوں میں آجاتی۔''

''کس کی بات کر رہی ہو۔''

''والگو ہے ایک فرانسیسی۔ نیشنل اسٹوڈیوز میں ساؤنڈ انجینئر ہے۔''

''والگو......کوتم کب سے جانتی ہو......!''

''زیادہ دن نہیں ہوئے۔ رحیم گل ہی کی ایک کاک ٹیل پارٹی میں اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ بہرحال اس رول کے حصول کے لیے اس نے مجھے تین ہزار کا آفر دیا تھا۔''

''اور پھر معاوضہ ادا کئے بغیر حاصل کر لینا چاہا۔'' حمید نے پوچھا۔

''جی ہاں یہی بات ہے لیکن اب میرا کیا حشر ہوگا!''

''یہ بتانا بہت دشوار ہے۔''

''آپ چاہیں تو مجھے چھوڑ بھی سکتے ہیں۔''

''رحیم گل کے تحریری بیان میں تمہارا ذکر بھی موجود ہے لہٰذا اب یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں!'' فریدی نے کہا۔

ان کی گاڑی ایگل بیچ کی حدود سے نکل آئی تھی اور اب اس سنسان سڑک پر جا رہی تھی جو انہیں شہر تک پہنچاتی۔

اچانک گاڑی کا ایک ٹائر دھماکے کے ساتھ فلیٹ ہو گیا اور وہ سڑک کے نیچے اترتی چلی گئی۔ اگر فریدی جیسے مشاق آدمی کے ہاتھ میں اسٹیرنگ نہ ہوتا تو اس رفتار پر گاڑی کا الٹ جانا یقینی تھا۔ گاڑی زبردست جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ ماریہ کے حلق سے چیخ نکلی تھی۔

ٹھیک اسی وقت ایک تیز رفتار گاڑی ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتی ہوئی آگے نکلی چلی گئی۔

حمید تیزی سے جھک گیا تھا ماریہ اس پر آگری۔ فریدی نے پھرتی سے دروازہ کھول کر دوسری جانب باہر چھلانگ لگائی۔

گاڑی کچھ دور جا کر پھر پلٹ رہی تھی۔ فریدی نے حمید کو آواز دی۔ ''اگر زندہ ہو تو اسی پوزیشن میں پڑے رہنا۔''

پھر وہ تیزی سے رینگ کر ایسی پوزیشن میں آ گیا کہ سامنے سے دیکھا نہ جا سکے۔ ساتھ ہی ہولسٹر سے اعشاریہ چار پانچ کا لانگ رینج والا ریوالور بھی نکل آیا۔ اپنی گاڑی کے نیچے سے اس نے قریب آتی ہوئی گاڑی کے اگلے پہیوں پر دو فائر کیے اور قبل اس کے کہ اس گاڑی سے دوبارہ اسٹین گن کا برسٹ مارا جاتا فریدی کے ریوالور سے دو مزید فائر ہوئے...... دوسری گاڑی میں کوئی زور سے کراہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے دروازہ کھول کر گاڑی سے چھلانگ لگا دی۔ فریدی نے پانچواں فائر اس کی ٹانگ پر کیا تھا...... وہ ایک بار پھر اچھلا اور دھم سے گر پڑا۔

اور پھر سناٹا چھا گیا۔ ڈرائیونگ سیٹ سے چھلانگ لگانے والا بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔

''کیا تم زندہ ہو......!'' فریدی نے حمید کو آواز دی۔

''زندہ ہوں۔'' حمید نے ماریہ کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔ وہ سیٹ پر لڑھک گئی۔ گاڑی کا عقبی شیشہ چور چور ہو گیا تھا اور گولیاں ماریہ کے شانے اور گردن میں پیوست ہو گئی تھیں۔

دوسری طرف فریدی حملہ آوروں کی کار کا جائزہ لے رہا تھا۔ اسٹین گن سے فائرنگ کرنے والا پچھلی سیٹ پر پڑا نظر آیا اس کی دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور پیشانی پر بڑا سا سوراخ تھا۔

حمید گاڑی سے اتر کر لڑکھڑاتا ہوا فریدی کی طرف بڑھا۔

''اوہ...... کہاں گولی لگی ہے!'' فریدی اس کی جانب مڑتا ہوا بولا اور پھر تیزی سے اس

کے قریب پہنچ گیا۔

''میں ٹھیک ہوں۔ یہ ماریہ کا خون ہے۔ وہ مر چکی ہے!''

ادھر سے گزرنے والی کئی گاڑیاں سڑک پر رک گئی تھیں اور لوگ اتر اتر کر ان کی جانب بڑھ رہے تھے۔

ان میں قاسم بھی شامل تھا اور جیسے ہی قریب پہنچ کر اس نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ماریہ کی لاش دیکھی دیوانوں کی طرح چیخنے لگا۔ بس آواز ہی آواز تھی۔ یہ سمجھ میں نہیں آسکا تھا کہ کہہ کیا رہا ہے لیکن کچھ کہہ ضرور رہا تھا۔

''کیا بکواس ہے۔ خاموش رہو۔'' فریدی نے اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ اس کا منہ بند ہو گیا اور آنکھیں نکل پڑیں۔

جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ معاملہ پولیس کا ہے تو ایک ایک کر کے کھسکنے لگے۔ بدقت تمام فریدی نے ایک ٹرک ڈرائیور کو اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ دونوں لاشوں کو شہر تک پہنچا دے...... زخمی کو قاسم کی کار میں ڈالا گیا۔ وہ ابھی تک بیہوش تھا۔ مشرق بعید کے کسی ملک کا باشندہ معلوم ہوتا تھا اور دوسرا حملہ آور جس کی پیشانی پر فریدی کی گولی لگی تھی.....سفید فام تھا ان کی جیبوں سے کوئی ایسی دستاویز نہیں نکلی تھی جو ان کی شخصیتوں پر روشنی ڈال سکتی۔

{ }

ماریہ کے سوٹ کیس سے وہ رول حمید ہی نے نکالا تھا اور خود ہی پروسسنگ کے لیے محکمے کی لیبارٹری میں پہنچایا تھا۔ لیکن پھر اسے موقع نہیں مل سکا تھا کہ اس رول کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرتا۔ کیونکہ اس کی ڈیوٹی اس ہسپتال میں لگا دی گئی تھی جہاں حملہ آور زخمی کو آپریشن کے لیے رکھا گیا تھا۔

ماریہ کی لاش دیکھ کر قاسم کی کچھ عجیب سی حالت ہو گئی تھی۔ اس لیے فریدی نے اسے بھی انجکشن دلوا کر ایک کمرے میں لٹا دیا تھا۔ انجکشن خواب آور تھا۔

حملہ آور کو بھی خواب آور دوائیں دی گئی تھیں اور آپریشن دوسرے دن پر ملتوی کر دیا گیا تھا۔ حمید سوچ رہا تھا کہ یہاں ڈیوٹی لگانے کا مقصد یہی تو تھا کہ حملہ آور سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن ڈاکٹر نے اسے اس سے باز رکھا تھا۔ حالانکہ ہسپتال پہنچنے کے بعد ہی

اسے ہوش آ گیا تھا اور کم از کم وہ اتنا تو بتا ہی سکتا تھا...... کہ وہ کسی کا گرگا تھا یا ذاتی طور پر نہیں چاہتا تھا کہ ماریہ پولیس کے ہاتھ لگ جائے۔

حمید برآمدے میں ایک آرام کرسی پر نیم دراز کوئی مصور ماہنامہ دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً ایک خوش شکل اور کم عمر نرس اس کے قریب آ کھڑی ہوئی اور کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ بولی۔ ''بائیس نمبر والے صاحب جاگ پڑے ہیں جناب۔ بار بار آپ کا نام لے رہے ہیں۔''

''حمید کی روح فنا ہوگئی۔ کمرہ نمبر بائیس میں قاسم کو رکھا گیا تھا۔

طوعاً وکرہاً وہ اٹھا اور نرس کے ساتھ چل پڑا۔ وہ نرس خصوصیت سے قاسم ہی کے کمرے میں متعین کی گئی تھی۔ فریدی نے اس کے لیے خصوصی ہدایات دی تھیں۔

قاسم بستر پر چت پڑا نظر آیا۔ اسکی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر چھت کو گھورے جا رہا تھا۔ حمید کی آہٹ پر دروازے کی جانب سر گھمایا۔ پھر اٹھنے کی کوشش بھی کی تھی۔

''لیٹے رہو۔ لیٹے رہو!'' حمید ہاتھ ہلا کر بولا۔

قاسم نے اتنی طویل آہ بھری تھی کہ پورا کمرہ لرز کر رہ گیا تھا۔ حمید بستر کے قریب کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

''مجھے قیا ہوغیا ہے!'' قاسم کے حلق سے بھائیں بھائیں آوازیں نکلیں۔

''سب ٹھیک ہے۔ تم بالکل ٹھیک ہو!''

''نہیں..... میں ٹھیک نہیں ہوں۔''

''ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ تم بالکل ٹھیک ہو......!''

''ڈاکٹر کیا جانے..... کیا وہ میرے پیٹ میں بیٹھا ہوا ہے!''

''آہا..... تو کیا پیٹ میں کچھ ہو رہا ہے......!''

''غاؤں غاؤں ہو رہا ہے۔''

اور پھر حمید نے بھی قراقر سنی! واقعی پیٹ اسی طرح بول رہا تھا جیسے بہت دور کہیں بادل گرج رہے ہوں۔

''گھبراہٹ ہے کسی قسم کی۔'' حمید نے پوچھا۔

''نہیں بلقل نہیں...... کچھ محسوس ہی نہیں ہوتا۔ نہ غصہ آ رہا ہے اور نہ کوئی غم ہے۔''

''اوہ فکر نہ کرو۔ یہ انجکشن کا اثر ہے۔ اعصاب کو پُرسکون رکھنے کا انجکشن تھا!''

''اب غصہ آنے کا انجکشن لگوا دو۔ مجھے غصہ جرور آنا چاہئے!''

''کس پر غصہ آنا چاہئے!''

''ابے تجھ پر۔ سالے منحوس!''

دیکھ آ گیا نا غصہ۔'' حمید انگلی اٹھا کر بولا۔

''نہیں آیا۔'' قاسم مردہ سی آواز میں بولا۔'' یہ تو میں اوپری دل سے کہہ رہا ہوں۔''

اگر کہو تو ایک انجکشن اور لگوا دوں.....!''

''گولی ماردوں گا۔ ابے میں بلقل بھینس ہو کر رہ غیا ہوں! لانت ہے ایسے انجکشن پر۔''

حمید نے سوچا موقع اچھا ہے۔ ابھی جو کچھ معلوم کرنا ہے پوچھ لیا جائے۔ اگر انجکشن کا اثر زائل ہو گیا تو پھر اسے ڈھب پر لانا بے حد دشوار ہو جائیگا۔ لٰہذا اس نے کہا'' بے فکر رہو۔ میں ایسا انجکشن لگوا دوں گا کہ پچھلے انجکشن کا اثر زائل ہو جائے۔''

''لیکن یہ تو بتاؤ کہ وہ تمہارے ہاتھ کیسے لگی تھی''

''لفٹ مانگی تھی مجھ سے۔''

''صرف لفٹ مانگی تھی یا پناہ بھی۔''

''پناہ سے قیا مطلب ہے۔''

''مطلب یہ کہ تم نے اسے اپنے ہٹ میں کیوں رکھا تھا!''

''گھر میں کیسے رکھ سکتا تھا۔''

''بہر حال تم بہت بڑے وبال سے بچ گئے ہو......!''

''کہاں بچ گیا ہوں۔ سر پر تو سوار ہو۔''

''اس نے ایک جرم کیا تھا اور ہم اسی کے سلسلے میں اس سے پوچھ گچھ کرنے گئے تھے لیکن وہ ہمیں جل دے کر عقبی دروازے سے نکل گئی۔ اگر تم وہاں موجود نہ ہوتے تو اور کسی سے لفٹ مانگتی۔''

''بکواس مت کرو۔ وہ دنیا کی ستائی ہوئی تھی۔''

''مجھ پر بھی ترس کھایا کرو۔ میں بھی دنیا کا ستایا ہوا ہوں'' حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

''بس کھاموش!''

''اچھی بات ہے! میں چلا۔ تم اپنے پیٹ کی آوازیں سنتے رہو۔''

''نہیں ٹھہرو......! تم لوگوں نے اسے خود کیوں مار ڈالا۔ جیل میں ڈال دیتے۔ اس پر مقدمہ چلاتے۔''

''اسے ہم نے نہیں مارا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں ماری گئی...... ہم بھی بال بال بچے ہیں۔ ورنہ ہمیں اسٹین گن گولیاں چاٹ جاتیں۔''

''مجھے بیحد کھوشی ہوتی۔'' قاسم نے خواہ مخواہ دانت نکال کر خوشی ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ اس میں کسی جذبے کی کارفرمائی ہرگز نہیں تھی۔

''بس اب پڑے رہو چپ چاپ! اگر ہماری بجائے کوئی اور آفیسر تمہیں اس کے ساتھ دیکھ لیتا تو تمہارے والد صاحب کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔''

''والد صاحب کو مت گھسیٹو بیچ میں..... ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔''

''کرنل صاحب تو گھسیٹنے والے ہیں!''

''قاسم بوکھلا کر اٹھ بیٹھا اور ہانپتا ہوا بولا۔'' تم سالے مجھے اسپتال میں بھی نہ رہنے دوگے۔''

''ساتھ ہی اس نے انکھیوں سے اس نرس کو بھی دیکھا تھا جو دروازے کے قریب رک گئی تھی۔ حمید نے مسکرا کر قاسم کو آنکھ ماری اور وہ جلدی سے بولا!'' نہیں ایسی قوئی بات نہیں ہے۔''

حمید نے نرس کی طرف مڑے بغیر کہا'' سسٹر۔ صاحب کو لٹا دو!''

وہ آگے بڑھی اور قاسم کے شانوں پر ہاتھ رکھا اسے لٹا دینے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

''لیٹ جایئے جناب! آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔''

پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے قاسم کی سانس پیٹ میں سما ہی نہ رہی ہوں۔ چپ چاپ لیٹ کر ہانپنے لگا۔

حمید اٹھتا ہوا نرس سے بولا۔'' ذرا پیار محبت کا برتاؤ رکھنا تو پھر زیادہ پریشان نہیں کرے گا۔''

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔'' قاسم دونوں ہاتھ ہلا کر بولا۔

''رک گیا۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔''

''والد صاحب کو نہ معلوم ہونے پائے۔قسی کو بھی نہ معلوم ہونے پائے۔''

''کوشش کروں گا کہ کرنل صاحب کو اس پر آمادہ کرلوں۔''

''میری طرف سے ہاتھ جوڑ کے کہہ دینا۔''

''اچھا۔اچھا......!'' حمید سر ہلا کر بولا۔''لیکن تمہارے گھر والوں کو تمہاری تلاش ہوگی۔''

''نہیں ہوگی۔ میں کہہ آیا تھا کہ شہر سے باہر جا رہا ہوں۔ دو چار دن مجھے یہیں رہنے دو۔''

''آج کے بعد کے اخراجات خود تمہیں برداشت کرنے پڑیں گے۔ یہ ڈیڑھ سو روپے یومیہ کا کمرہ ہے۔نرس کو چھ گھنٹے کے ایک سو بیس روپے دیئے جاتے ہیں!''

''سب کچھ میں دوں گا تم فکر نہ کرو۔''

''اچھی بات ہے میں ڈاکٹر سے بات کروں گا۔''

''پکی بات ہونی چاہئے سمجھے۔''

''ہاں اور کیا..... پکی ہی ہوگی۔'' حمید نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ بڑے وبال سے گلو خلاصی ہوئی تھی۔ ورنہ وہ تو یہی سمجھتا تھا کہ قاسم سے جان چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی بات آسانی سے اس کے ذہن نشین نہیں ہوتی تھی۔

قاسم کے کمرے سے نکل کر ڈاکٹر کے کمرے کا رخ کیا۔ یہاں سے فریدی کو فون پر مخاطب کرنا چاہتا تھا! مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ ہسپتال سے نکل بھاگنے کی اجازت طلب کرے اور اسے آگاہ کر دے کہ زخمی حملہ آور سے آج بات نہیں ہو سکے گی۔

اس کی یہ خواہش پوری ہوگئی۔فریدی دفتر ہی میں تھا۔ اسے بھی وہیں طلب کرلیا۔ کچھ بھی اس گھٹن کے ماحول سے تو نجات مل ہی جائے گی۔ بھاگم بھاگ دفتر پہنچا۔فریدی کہیں جانے کے لیے تیار تھا اور محکمے کی آرمڈ کار نکلوائی تھی جس کی باڈی پر گولیوں کا اثر نہیں ہوتا تھا۔

''چلو۔آؤ!'' فریدی کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''میں کچھ دیر بیٹھنے کے لیے آیا تھا۔'' حمید بھنا کر بولا۔

''گاڑی میں بیٹھے رہنا۔''

''رول کا کیا ہوا۔''

''رات کو پروجیکشن روم میں دیکھ لینا۔ بس وہ معاملہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے اور

میں اسے محض اپنی ذات تک محدود نہیں رکھنا چاہتا۔ اس لیے کچھ ذمہ دار شخصیتیں بھی اسے دیکھیں گی۔''

''آپ دیکھ چکے ہیں۔''

''ہاں میں دیکھ چکا ہوں اور اب سوچ رہا ہوں کہ یہ بیچارے فلم والے مفت میں الجھ گئے ہیں۔''

''میں نہیں سمجھا۔''

''فلم دیکھنے کے بعد ہی سمجھ سکو گے۔ اس کے بغیر میں بھی نہیں سمجھا سکوں گا۔''

''اب ہم کہاں جارہے ہیں!''

''دیکھنا ہے کہ اب بھی ہمارا تعاقب کیا جارہا ہے یا نہیں......!''

''تعاقب!'' حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔

''کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ دونوں ہمارا تعاقب کئے بغیر ماریہ تک پہنچ گئے تھے۔ اگر مجھ سے اس سلسلے میں غفلت سرزد نہ ہوئی ہوتی تو اس کا یہ حشر ہرگز نہ ہوتا۔''

''آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ پہلے ہی سے ہمارا تعاقب کرتے رہے تھے۔''

''اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ ہمارے اس تک پہنچنے سے قبل ہی رول اس سے حاصل کر لیتے۔''

''سمجھ میں آنے والی بات ہے۔''

''ابھی کچھ دیر پہلے رحیم گل کی کال آئی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ کچھ سفید فام غیر ملکی بھی اس رول اور ماریہ میں دلچسپی لے رہے ہیں۔''

''رحیم گل کو کیسے علم ہوا۔''

فریدی نے رحیم گل کی روداد دہراتے ہوئے کہا۔ ''اس کی کال آنے کے بعد ہی اس عمارت کو چیک کیا گیا جہاں اسے لے جایا گیا تھا لیکن وہ خالی تھی۔''

''رحیم گل نے ہوائی نہ چھوڑی ہو۔''

''ماریہ والا حادثہ پیش نہ آیا ہوتا تو میں بھی یہی سمجھتا! لیکن ایسی صورت میں یقین کرنا ہی پڑے گا۔''

''والگو کو حراست میں لیا گیا یا نہیں۔''

''وہ بھی مجھے محض آلہ کار معلوم ہوتا ہے اس لیے فی الحال اس کی نگرانی کرا رہا ہوں۔''

''اگر آلہ کار ہے تو وہ بھی مار ڈالا جائے گا۔ انہیں ماریہ کی تلاش اسی لیے تھی کہ رول ہمارے ہاتھ نہ لگنے پائے۔ ہو سکتا ہے والگو اصل مجرم تک رہنمائی کر سکے......!''

فریدی نے عقب نما آئینے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ''نیلی کار...... نیلی کار پر نظر رکھو۔''

نیلی کار دو گاڑیوں کے پیچھے تھی۔ حمید اسے کینہ توز نظروں سے دیکھتا رہا۔ فریدی نے ڈیش بورڈ کے ایک خانے سے ٹرانسمیٹر کا ماؤتھ پیس نکالا اور کسی کو مخاطب کر کے بولا۔ ''دو گاڑیوں کے پیچھے نیلی گاڑی ہے۔ اس پر نظر رکھو۔''

''میں پہلے ہی اسے مارک کر چکا ہوں جناب!'' ریسیور سے آواز آئی۔ ''آفس کے قریب ہی سے اس نے تعاقب شروع کیا ہے!''

''دیٹس آل......!'' کہہ کر فریدی نے ماؤتھ پیس کو ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھ دیا اور طویل سانس لے کر بولا۔ ''فی الحال بیحد محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ اب وہ جاننا چاہتے ہیں کہ رول بھی میرے ہاتھ لگ سکا ہے یا نہیں۔''

''فطری بات ہے!'' حمید سر ہلا کر بولا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر اس نے پوچھا۔ ''آخر آپ جا کہاں رہے ہیں!''

''ایگل بیچ!''

''وہاں کیا ہے؟''

''دیکھ لینا......!''

''دیکھنا تو میں صرف فلم اسٹار شاداں کو چاہتا ہوں!'' حمید بیزاری سے بولا۔

''اب ادھر جانے کی ضرورت نہیں ہے!''

''گویا اس کیس کا تعلق اب ان لوگوں سے نہیں رہا۔''

''میری دانست میں اب راشد علوی اور کیمرہ مین کی حیثیت صرف گواہوں کی سی رہ جائے گی۔''

''یہ تو بہت برا ہوا۔''

''کیوں!''

''میں نے سوچا تھا کہ اس طرح فلم سازی کا بھی کچھ تجربہ حاصل کرلوں گا۔ کیونکہ ریٹائرمنٹ کے بعد اسٹنٹ فلمیں بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔''

وہ ایگل بیچ پہنچ گئے۔ حمید نے عقب نما آئینے پر نظر ڈالی پیچھے کئی گاڑیاں تھیں انہی میں وہ نیلی گاڑی بھی شامل تھی جسے وہ راستے بھر دیکھتے آئے تھے۔ فریدی نے گاڑی اس طرف موڑ دی جدھر قاسم کا ہٹ نمبر ستائیس تھا۔

''یہ کیا ہو رہا!'' حمید نے حیرت سے کہا۔ وہ ہٹ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ جہاں آس پاس کی زمین کی کھدائی ایک باوردی سب انسپکٹر کی نگرانی میں ہو رہی تھی۔

''رول کی تلاش جاری ہے۔'' فریدی مسکرا کر بولا۔

فریدی کو دیکھ کر سب انسپکٹر قریب آیا اور سلیوٹ کر کے بولا۔ ''جناب عالی! ابھی تک تو کچھ بھی برآمد نہیں ہو سکا۔''

''ٹھہرو۔ میں دیکھتا ہوں!'' فریدی گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔ اس نے حمید کو بھی اترنے کا اشارہ کیا تھا۔

وہ ہٹ نمبر ستائیس کے عقبی دروازے کی طرف آئے۔ فریدی جھک کر زمین پر کچھ دیکھنے لگا۔ پھر بائیں جانب دس بارہ قدم چل کر رک گیا اور سب انسپکٹر سے بولا۔ ''یہاں کھدائی کرائیے!''

حمید آہستہ آہستہ اپنی گدی سہلا رہا تھا۔ نیلی گاڑی کچھ دور کے ایک ہٹ کے سامنے رک گئی تھی۔ فریدی انسپکٹر کو مزید کچھ ہدایات دینے کے بعد واپسی کے لیے مڑ گیا۔

''پتا نہیں آپ کیا کرتے پھر رہے ہیں۔'' حمید آہستہ سے بڑبڑایا۔

''ہاف......!''

''آخر کیوں......واللو کی فکر کیجئے! کہیں وہ بھی ہاتھ سے نہ نکل جائے۔''

''رول ہمارے ہاتھ نہ لگنے کا یہ مطلب ہوگا کہ ماریہ نے ہمیں واللو کے بارے میں پتہ نہیں بتایا۔ میں انہیں یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ صرف ماریہ ہمارے ہاتھ لگی تھی۔ رول نہیں ملا تھا۔''

''اس سے فائدہ۔''

''وہ بہت زیادہ محتاط ہونے کی کوشش نہیں کریں گے!''

''لیکن رحیم گل۔ اسے آپ کیوں بھول جاتے ہیں۔ وہ ان میں سے چار افراد کو دیکھ چکا ہے۔''

''اور انہیں یقین دلا چکا ہے کہ اسے پولیس سے کوئی ہمدردی نہیں اور پھر جس عمارت میں رحیم گل کو لے جایا گیا تھا۔ وہاں اب کرائے کے لیے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا ہے۔''

''عمارت کس کی ہے۔''

''فی الحال اس مسئلے کو بھی چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ انہیں علم ہو جائے گا کہ رحیم گل نے ہمیں مطلع کر دیا ہے۔''

وہ پھر دفتر کی طرف پلٹ آئے تھے۔ حمید مسلسل یہی سوچے جا رہا تھا کہ آخر اس رول میں ہے کیا۔ فریدی نے وضاحت نہیں کی تھی۔ واپسی کے سفر میں حمید نے زیادہ تر عقب نما آئینے ہی پر نظر رکھی تھی۔ لیکن پھر نیلی کار نہیں دکھائی دی تھی۔

''واپسی کے دوران میں نیلی گاڑی نظر نہیں آئی۔'' اس نے فریدی کی توجہ دلائی۔

''جہاں بھی جائے گی ہمیں علم ہو جائے گا۔''

''اوہ! یاد آیا..... آپ نے اس کے لیے کسی کو ہدایات دی تھیں۔''

فریدی کچھ نہ بولا۔ فون کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کچھ سنا اور غالباً نیلی گاڑی ہی سے متعلق کسی کو ہدایات دینے لگا۔

حمید بے چینی سے اس وقت کا منتظر تھا جب پروجیکشن روم میں وہ فلم دکھائی جاتی۔

ریسیور رکھ کر فریدی اس کی مڑا اور بولا! ''یہ اس ٹیم کے انچارج کی کال تھی جو والگو کی نگرانی پر متعین کی گئی ہے۔''

''لیکن شاید ذکر نیلی گاڑی کا تھا۔''

''اس نے یہی اطلاع دی ہے کہ نیلی گاڑی میں والگو ہے اور گاڑی اب بھی ایگل بیچ ہی میں موجود ہے۔''

''تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ نیلی گاڑی اب دو پارٹیوں کی نگرانی میں ہے!''

فریدی سر کو مثبت جنبش دے کر اٹھ گیا۔

{ }

پروجیکشن روم میں فریدی کے محکمے کے اعلیٰ افسروں کے ساتھ انٹر سروسز انٹیلی جنس کا

ڈائریکٹر جنرل بھی موجود تھا! حمید سوچ رہا تھا کہ آخر یہ کیا چکر ہے۔انٹر سروسز کیوں؟

فلم شروع ہوئی۔شہزاد کا گھوڑا جنگل سے پہاڑیوں کی طرف آتا دکھائی دیا۔رفتار خاصی تیز تھی.....اسکرین تاریک ہوگیا....دوبارہ وہ پہاڑیوں پر چڑھتا دکھائی دیا....اسکرین تاریک ہوکر سہ بارہ روشن ہوا تو گھوڑا پہاڑیوں کے اوپر ایک قدرے مسطح جگہ پر دوڑتا نظر آیا......پھر یک بیک بیٹھ گیا......اور شہزاد اس پر اس طرح دوہرا ہوگیا جیسے کسی نے توڑ کر رکھ دیا ہو۔ اسکرین پھر تاریک ہوگیا۔

کمرے میں روشنی ہوئی تو سب کے سب فریدی کی طرف متوجہ ہو گئے اور انٹر سروسز کے ڈائرکٹر جنرل نے سوال کیا؟ آپ کیا دکھانا چاہتے تھے۔''

''وہ دو عدد پرچھائیاں جو گھوڑے کے پیچھے حرکت کر رہی تھیں......!''

فریدی کی گمبھیر آواز کمرے کے سناٹے میں گونجی۔

''پرچھائیاں......!'' ڈائریکٹر جنرل کے لہجے میں حیرت تھی۔

''جی ہاں۔'' فریدی نے کہا اور اونچی آواز میں بولا۔'' آپریٹر....تیسرا پرنٹ پھر چلاؤ۔''

ذرا دیر بعد اسکرین پھر روشن ہوگیا اور اب حمید نے بغور دیکھا۔ واقعی دو لمبی لمبی انسانی پرچھائیاں گھوڑے کے عقب میں تھوڑے ہی فاصلے پر متحرک نظر آ رہی تھیں۔

''فریز کرو۔'' فریدی کی آواز اندھیرے میں گونجی اور وہ منظر اسکرین پر ٹھہر گیا۔

''اب ملاحظہ فرمائیے!'' فریدی نے شاید ڈائرکٹر جنرل کو مخاطب کیا تھا۔

''ہاں.... میں دیکھ رہا ہوں۔ پرچھائیاں ہیں.....دو آدمیوں کی پرچھائیاں جو نظر نہیں آ رہے۔فریم سے باہر ہیں۔'' یہ ڈائرکٹر جنرل کی آواز تھی۔

''اب پرچھائیوں کے رخ ملاحظہ فرمائیے۔گھوڑا شمال سے جنوب کی طرف جا رہا ہے۔ سورج مشرق میں ہے۔ لہٰذا گھوڑے کی پرچھائیں مغرب کی طرف پڑ رہی ہے۔لیکن ان دونوں آدمیوں کی پرچھائیاں جو گھوڑے کے پیچھے ہیں شرقاً غرباً نہیں بلکہ شمالاً جنوباً ہیں۔کیا یہ حیرت انگیز نہیں ہے۔''

کوئی کچھ نہ بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔حمید کی آنکھیں بھی کھل گئی تھیں۔ منظر کی ساری پرچھائیوں کا رخ ایک ہی جانب ہونا چاہئے تھا۔

''کیا آپ مجھ سے اس معاملے میں متفق ہیں!'' فریدی نے اونچی آواز میں سوال کیا۔

''ٹھیک ہے۔ آگے چلئے......!'' ڈائریکٹر جنرل کی آواز آئی۔

''آپریٹر موو آن پلیز۔''

منظر میں دوبارہ تحریک پیدا ہوگئی۔ دونوں پر چھائیوں کا فاصلہ گھوڑے سے کم ہوتا جا رہا تھا۔ پھر جیسے ہی ایک پر چھائیں کا سر گھوڑے کے پچھلے حصے تک پہنچا گھوڑا اسی طرح پچھلے دھڑ سے ڈھ گیا جیسے پچھلی ٹانگیں یکلخت ٹوٹ گئی ہوں......!''

''فریز کرو۔'' فریدی کی آواز سناٹے میں ابھری اور منظر اسکرین پر منجمد ہوگیا۔

''ملاحظہ فرمایئے۔ ان پرچھائیوں کے علاوہ آس پاس اور کچھ نہیں ہے۔'' فریدی نے کہا۔

''لیکن پرچھائیاں کس کی ہیں......!'' کوئی بولا۔

''جس کی بھی ہوں اور جو کچھ بھی ہوا ہے محض پرچھائیوں کی وجہ سے ہوا ہے!''

''یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے......!''

''اس لیے کہ گھوڑے کے اس طرح گر جانے کی محرک اور کوئی چیز نہیں نظر آتی.... دیکھئے پرچھائیں کا سر گھوڑے کے پچھلے حصے پر ہے......آپریٹر......آگے چلو۔''

پروجیکٹر پھر چلنے لگا۔ دوسری پرچھائیں کا ہاتھ شہزاد کی گردن پر پڑا اور وہ اس طرح دوہرا ہوگیا جیسے بیچ سے ٹوٹ گیا ہو۔ پروجیکٹر چلتا رہا۔ دونوں پرچھائیاں گھوڑے اور سوار پر چھا گئی تھیں......پھر یک بیک وہ غائب ہوگئیں۔

پروجیکٹر رک گیا اور کمرے میں روشنی ہوگئی۔ فریدی کہہ رہا تھا۔'' اگر وہ دو افراد تھے تو کس طرح گھوڑے اور سوار پر حملہ آور ہوئے۔ کیمرہ یہ بتانے سے قاصر ہے!''

''آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟'' ڈائرکٹر جنرل نے الجھ کر پوچھا۔

''میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس رول کے لیے جو لوگ کوشاں رہے ہیں۔ ان کا تعلق فلم انڈسٹری سے نہیں ہے۔ ایک سفید فام غیر ملکی جوابدہی کے لیے زندہ نہیں بچا۔

دوسرا جو ہسپتال میں زخمی پڑا ہوا ہے۔ مشرق بعید کا باشندہ معلوم ہوتا ہے اور ابھی بیان دینے کے قابل نہیں ہے۔ یہ میرا مشورہ ہے کہ اس علاقے کو جہاں یہ حادثہ پیش آیا ہے۔ ملٹری کی نگرانی میں ممنوعہ علاقہ قرار دیا جائے۔ وہاں اس سے پہلے جو حادثات ہوتے رہے

ہیں انہیں کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ کیونکہ اس میں کسی انسانی جان کا اتلاف نہیں ہوا تھا۔“

”ملٹری کی نگرانی میں کیوں؟“ ڈائرکٹر جنرل نے سوال کیا۔

”اس لیے کہ یہ مسئلہ دفاع کا مسئلہ بھی بن سکتا ہے!“

”میں آپ سے متفق نہیں ہوں۔“

فریدی خاموش ہو گیا۔ اس نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ ڈائریکٹر جنرل اس سے کیوں متفق نہیں ہے۔ ویسے کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ”شاید میں نے یہ مشورہ قبل از وقت دے دیا ہے۔“

”کوئی ٹھوس بنیاد کرنل فریدی!“ ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔

”فی الحال کوئی واضح دلیل نہیں رکھتا! بس اسے میری چھٹی حس کہہ لیجئے۔“

”میری دانست میں ایک پولیس کیس سے زیادہ اس کی اہمیت نہیں ہو سکتی!“ ڈائریکٹر جنرل نے کہا...... ”بظاہر حادثہ پُراسرار بھی ہے! لیکن اس کے بعد ہی کیمرہ بند کر دیا گیا ہو گا۔ ورنہ شاید بات صاف ہو جاتی۔“

”اسکے بعد بھی انسانی پرچھائیوں کا غیر فطری ڈائرکشن ہمیں دعوت فکر دیتا ہے!“ فریدی بولا۔

”آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیا یہ کوئی آسیبی واردات تھی!“

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آسیبی واردات سمجھتا تو آپ کے بجائے کسی عامل روحانی کو زحمت دی جاتی۔“

”پھر کیا ہے؟“ ڈائریکٹر جنرل نے کسی قدر جھنجھلاہٹ کے ساتھ سوال کیا۔

”یہ کوئی خطرناک قسم کا سائنسی تجربہ ہے جو مختلف ادوار سے گزرتا ہوا بالآخر انسانی زندگی کے اتلاف تک آپہنچا ہے!“

”میرے علم و اطلاع کے مطابق کوئی فوجی ادارہ اس قسم کا کوئی تجربہ نہیں کر رہا۔“

فریدی نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا! حمید محسوس کر رہا تھا جیسے اب وہ اس مسئلے پر کسی قسم کی بھی گفتگو نہ کرنا چاہتا ہو۔ آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل کے رخصت ہو جانے کے بعد فریدی کے محکمے کا ڈائرکٹر جنرل اس کے سر ہو گیا۔

”آپ نے خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنا دیا۔“ اس نے تلخ لہجے میں کہا۔

”میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں جناب! اگر وہ دو آدمی ہی تھے تو ان کی پرچھائیوں

کا ڈائرکشن بھی وہی کیوں نہیں تھا جو گھوڑے کی پرچھائیں کا تھا!''

''میں کب کہتا ہوں کہ آپ کا یہ اعتراض غلط ہے!''

''پھر یہ بات کا بتنگڑ کیسے ٹھہرا۔''

''آئی ایس آئی کو اس میں گھسیٹنے کی کیا ضرورت تھی!''

''صرف یہ معلوم کرنے کیلئے کہ خود ملٹری ہی کا کوئی شعبہ تو اس قسم کے تجربات نہیں کر رہا۔''

''اگر کر بھی رہا ہے تو اس کا اعتراف نہیں کیا جائے گا۔''

''تو پھر اس مشورے پر برا ماننے کی کیا ضرورت تھی کہ اس علاقے کو ملٹری کے زیر نگرانی ممنوعہ قرار دیدیا جائے!''

''اپنے معمولات کے مطابق کام کیجیے! ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس ضلعے کا ڈپٹی کمشنر بھی اسے ممنوعہ علاقہ قرار دے سکتا ہے۔''

''میں جانتا ہوں لیکن اگر بات بڑھ گئی تو اسے سنبھال لینا، پولیس کے بس کا روگ نہ ہوگا۔''

''اب مجھے بھی پوچھنا پڑے گا کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں!''

''میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ابھی اتنی ترقی نہیں کی ہے کہ ہماری فوج کا کوئی شعبہ اس قسم کے تجربات شروع کر دے۔ یہ یقینی طور پر کوئی غیر قانونی اور بیرونی کارروائی ہے۔''

''تمہیں تو غیر ملکی مداخلت کے خواب آنے لگے ہیں۔''

فریدی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا اور بات ختم ہو گئی تھی۔ لیکن صرف پروجیکشن روم کی حد تک۔ باہر تو فریدی کے ماتحت بدستور اپنے کاموں میں مصروف تھے......!''

''اب میں بھی یہی کہوں گا کہ بتنگڑ کے علاوہ اور کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔'' حمید نے اس وقت کہا جب وہ گھر جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔

''ابھی پچھتاوا ابھی ہاتھ آئے گا۔ دیکھتے رہو!'' فریدی کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

''اگر آپ اپنی بات سے ہٹ جائیں تو آپ کا امیج خراب ہوگا!''

''جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ہٹ دھرم نہیں ہوں۔ بہتیرے بڑے مجرم بھی اعلیٰ پیمانے پر اس قسم کے کاروبار کرتے ہیں۔''

''میں نہیں سمجھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں!''

''صرف بڑی طاقتیں ہی اپنا اسلحہ پسماندہ یا ترقی پذیر مالک کے ہاتھ فروخت نہیں کرر ہیں۔ بلکہ کچھ بڑے مجرم بھی اس کاروبار میں ملوث ہیں۔ پتا نہیں کتنا یورینئم اور پلوٹونیم بڑے ملکوں کو اسمگل آؤٹ ہو جاتا ہے۔ان بڑے مجرموں نے پسماندہ ممالک میں اپنے انڈر گراؤنڈ کارخانے قائم کر رکھے ہیں۔''

حمید کچھ نہ بولا۔

''اور ہم پہلے بھی ایسے حالات سے دوچار ہو چکے ہیں۔ کوئی نئی بات نہیں!'' فریدی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

وہ گھر پہنچ کر بیٹھنے بھی نہیں پائے تھے کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔

فریدی نے ریسیور اٹھایا اور پُرتشویش انداز میں سنتا رہا۔نظریں حمید کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

''نیلی کار کہاں ہے......؟'' اس نے سوال کیا اور پھر سنتا رہا۔

''نگرانی جاری رکھو۔'' اس نے کہا۔''وہ نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے اور ہاں ہٹ کا نمبر کیا بتایا تھا۔ اچھا اچھا.....ٹھیک ہے۔ میں دیکھوں گا!''

ریسیور رکھ کر اس نے طویل سانس لی اور حمید سے بولا۔'' میں نے انہیں یقین دلا دیا ہے کہ رول میرے ہاتھ نہیں لگ سکا۔''

''وہ کس طرح۔''

''قاسم کا ہٹ نمبر ستائیس کچھ دیر پہلے بالکل تباہ کر دیا گیا.....ایک زبردست دھماکہ ہوا اور اس میں آگ لگ گئی۔ شاید وہ سمجھے ہیں کہ ماریہ نے اس رول کو ہٹ ہی میں کہیں چھپا دیا تھا۔ اگر میں اس کے آس پاس کھدائی نہ شروع کرا دیتا تو وہ کبھی اس نتیجے پر نہ پہنچتے۔''

''تو گویا اس ہٹ کی تباہی کی ذمہ داری آپ پر ہے۔''

''سیٹھ عاصم کا خسارہ پورا کر دیا جائے گا۔''فریدی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

''قریب کے کچھ اور ہٹوں کو بھی تھوڑا بہت نقصان پہنچا ہے!''

''اور نیلی گاڑی کا کیا قصہ ہے!''

''وہ اب بھی ایک ہٹ کے سامنے موجود ہے۔ والگو شاید رات اسی ہٹ میں گزارنے

کا ارادہ رکھتا ہے اور اس طرح شاید وہ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ والگو کے بارے میں ہم کیا نظریہ رکھتے ہیں۔تم اس سے براہ راست بھی تو گفتگو کر چکے ہو!''

''جی ہاں......اور آپ کو اس سے متعلق تحریری رپورٹ بھی دے چکا ہوں۔''

''غالباً وہ جاننا چاہتے ہیں کہ خود ماریہ نے تو اس کا ذکر ہم سے نہیں کر دیا۔''

''میرا خیال ہے کہ آپ اسے حراست میں ہی لے لیجئے! کہیں وہ بھی نہ ہمارے ہاتھ سے جائے۔''

''میں بھی یہی سوچ رہا ہوں......!''

''کیا اس وقت بھی ہمارے تعاقب کیا گیا......!''

''یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا!'' فریدی بولا۔''لیکن اب وہ اس سلسلے میں بھی احتیاط برتیں گے۔ بہر حال اس وقت ہم عقبی پارک والے راستے سے باہر جائیں گے تاکہ تعاقب کا خدشہ ہی نہ رہے......!''

''کھانے سے قبل نہیں!'' حمید بوکھلا کر بولا۔

فریدی نے اسے گھور کر دیکھا اور اپنی تجربہ گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

رات کے کھانے کے بعد جب وہ عقبی پارک والے راستے سے باہر جا رہے تھے حمید نے پوچھا''اب کہاں جائیں گے۔''

''ایگل بیچ۔اب ہمیں والگو پر ہاتھ ڈال ہی دینا چاہئے!''

''اف فوہ۔اس کے لیے اتنی زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ نگرانی کر رہے ہیں ان سے کہیے ہتھکڑی لگا دیں۔''

''میں خوش فہمی میں بہت کم مبتلا ہوتا ہوں۔'' فریدی خشک لہجے میں بولا۔

''کیا بات ہوئی۔''

''اپنا کوئی ماتحت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔''

''اور میں تو برابر کا حصہ دار ہوں!'' حمید جل کر بولا۔''اس لیے ضائع ہو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں!''

فریدی ہنس پڑا اور اس کا شانہ تھپک کر بولا۔'' تم ضائع ہوئے تو واقعی آدھا میں ضائع

ہو جاؤں گا!''

عقبی پارک سے نکل کر وہ قریباً چار فرلانگ پیدل چلے تھے۔حمید ریڈی میڈ میک اپ میں تھا اور فریدی نے بھی اپنی ظاہری حالت میں نمایاں تبدیلی کی تھی۔

''پھر پوچھوں گا کہ آخر اس اہتمام کی کیا ضرورت!'' حمید بولا۔

''پھر کہوں گا کہ بہت کم کسی خوش فہمی میں مبتلا ہوں۔ واللہ مجھے چارہ لگ رہا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس کی نگرانی کی جارہی ہے!''

''اور ہم اس چارے پر منہ مارنے جارہے ہیں۔ اگر واقعی کانٹا حلق میں پھنس گیا تو۔''

''تمہارا ذہن بہت الجھا ہوا لگتا ہے۔ بہتر ہوگا کہ اپنے خوابوں کو دہرانا شروع کردو!''

''میرے خواب!'' حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

دیکھ کر خواب میں تجھ کو جو اچٹ جاتی ہے نیند
سونے والے مجھے پھر نیند کہاں آتی ہے

''بس بس ٹھیک ہے! اسی طرح بکواس کرتے رہو۔ تھوڑی دیر بعد فارم میں آجاؤ گے۔''

دفعتاً فریدی چلتے چلتے رک گیا...... وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر سڑک پر پہنچ چکے تھے۔

یہاں ایک جیپ کھڑی نظر آئی۔ فریدی نے حمید کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ''تم ڈرائیو کرو گے۔''

کنجی اگنیشن میں موجود تھی۔ حمید نے انجن اسٹارٹ کیا۔

فریدی اس کے برابر والی سیٹ پر پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔

''ایگل بیچ کی طرف!'' حمید نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ لیکن بیچ ہوٹل کے گرد چکر کاٹ کر پہلے ساحل کی طرف...... اس کے بعد بتاؤں گا کہ کیا کرنا ہے۔''

حمید بولنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔ وہ مسلسل انہی پرچھائیاں کے بارے میں سوچے جارہا تھا۔ وہ یقیناً غیر معمولی تھیں ہوسکتا ہے۔ سپاہی مبارک علی نے بھی وہاں کچھ دیکھا ہو۔ اسی لیے وہ بھی مار ڈالا گیا۔ کیا اس نے بھی وہ پرچھائیاں دیکھی تھیں۔

پھر اس رول کے لیے دو مزید جانیں ضائع ہوگئیں۔ ایک ماریہ ایک دوسرا وہ جو فریدی

کی گولی سے مرا تھا...... فریدی کے وہ دلائل یاد آئے جو اس نے پروجیکشن روم میں دیئے تھے۔ وہ پرچھائیاں۔ خدا کی پناہ! کوئی خطرناک ایجاد تجرباتی دور میں تھی اور جسے پردہ راز میں رکھنے کے لیے اتنی زندگیاں ختم کر دی گئی تھیں۔

ایگل بیچ پہنچ کر اس نے فریدی کی ہدایت کے مطابق ہٹس کی طرف جانے کی بجائے ساحل کی جانب گاڑی رواں رکھی اور پھر ایک جگہ فریدی کے کہنے پر روک بھی دی۔

''اب فرمایئے!'' وہ طویل سانس لے کر بولا۔

''تمہاری سیٹ کے نیچے اسٹین گن ہوگی۔ اسے نکال کر اتر چلو۔ گاڑی یہیں رہے گی!''

ساحل کا یہ حصہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ حمید نے چپ چاپ تعمیل کی۔ فریدی نے اپنی سیٹ کے نیچے سے دوسری اسٹین گن نکالی۔ شاید یہ سارے انتظامات اس نے فون پر کسی کو ہدایات دے کر کرائے تھے! تجربہ گاہ میں غالباً وہ یہی کرتا رہا تھا۔

پھر وہ ایک طرف چل پڑے اسٹین گنیں کوٹوں کے نیچے چھپالی گئی تھیں۔ اب ان کا رخ ہٹس کی جانب تھا۔ نہایت اطمینان سے ٹہلتے جارہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے فریدی کو اس سلسلے میں کوئی خاص جلدی نہ ہو۔

بہت کم ہٹوں کی کھڑکیاں روشن نظر آرہی تھیں! زیادہ تر ہٹ غیر آباد تھے۔

''آپ آخر کرنا کیا چاہتے ہیں!'' حمید نے آہستہ سے پوچھا۔

''ہم والگو کے لیے آئے ہیں اسے گرفتار کرنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ اس کی نگرانی تو نہیں کی جارہی۔''

''کیا ہمارے ان آدمیوں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جو اس کی نگرانی کر رہے ہیں!''

ان کا خیال ہے کہ اس کی نگرانی نہیں ہو رہی! لیکن میں مطمئن نہیں ہوں۔''

اچانک انہوں نے شور سنا......! آوازیں دور کی تھیں۔ فریدی نے رک کر آوازوں کی سمت معلوم کرنے کی کوشش کی اور پھر حمید کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا بولا۔

''اوہ......اسی طرف کی آوازیں معلوم ہوتی ہیں!''

''کس طرف کی!'' حمید نے بے بسی سے پوچھا اور اس کے ساتھ گھسٹنے لگا۔

''جدھر والگو والے ہٹ کی نشاندھی کی گئی ہے!''

''کیا وہ اس طرف نہیں ہے جہاں قاسم کا تباہ ہو جانے والا ہٹ تھا۔''

''نہیں......! ذرا تیز چلو۔''

شور کی آواز قریب ہوتی جا رہی تھی۔ حمید سوچ رہا تھا کیا اب والگو کے ہٹ میں بھی آگ لگ گئی ہے۔ لیکن اس علاقے میں داخل ہونے کے بعد سے اب تک کوئی دھماکہ اس نے نہیں سنا تھا۔

بالآخر ٹھیک اسی جگہ پہنچے جہاں شور ہو رہا تھا۔ کئی لوگ کسی ایک فرد کو قابو میں کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جو بری طرح چیخیں مار مار کر اچھل کود رہا تھا کئی ٹارچیں بھی روشن تھیں اور اب وہ اس مادرزاد برہنہ آدمی کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ جسے قابو میں کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

''ارے...... یہ تو والگو ہے!'' حمید آہستہ سے بولا۔ فریدی نے اس کا شانہ دبا دیا۔

دونوں خاموش کھڑے دیکھتے اور سنتے رہے! والگو ہوش میں نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ہر چند کہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور منہ سے طرح طرح کی آوازیں بھی نکل رہی تھیں!

اس کے ہٹ کی کھڑکیاں روشن نہیں تھیں۔ لیکن دروازہ کھلا ہوا تھا۔

پھر فریدی نے ایک آدمی سے اس کے بارے میں استفسار کیا۔

''اس ہٹ سے اسی طرح برہنہ نکلا تھا چیختا ہوا.....!'' اس نے ہٹ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ''لیکن اندر اور کوئی نہیں ہے۔ کپڑے فرش پر بکھرے ہوئے ہیں...... یا تو بہت زیادہ پی گیا ہے۔ یا سرے سے پاگل ہے۔''

انہی لوگوں میں سارجنٹ رمیش اور امر سنگھ بھی دکھائی دیئے۔ پھر حمید نے انھیں ہٹ میں داخل ہوتے دیکھا۔

''ہوشیار رہنا!'' فریدی آہستہ سے بولا اور خود بھی ہٹ کی طرف بڑھ گیا۔ حمید اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

اندر رمیش اور امر سنگھ نے ٹارچیں روشن کر لی تھیں۔ ان دونوں کی آہٹ پر رمیش نے اونچی آواز میں کہا۔ کوئی اندر نہ آئے۔ پولیس!''

''سب ٹھیک ہے!'' فریدی بولا۔

اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

''ہم نہیں جانتے کہ اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا!'' رمیش نے جلدی سے کہا۔ آواز سے اس نے فریدی کو پہچان لیا تھا۔ ورنہ وہ تو میک اپ میں تھا!

ٹارچ کی روشنی کا دائرہ چاروں طرف گردش کر رہا تھا۔ پھر ایک دیوار پر رک گیا۔

کسی نے بڑے بڑے حروف میں رنگین چاک سے دیوار پر لکھا تھا۔''اگر اس رول میں نظر آنے والی واردات کو راز میں نہ رکھا گیا تو رول کی بلائیں نکل کر شہر پر منڈلانے لگیں گی۔''

دفعتاً باہر سناٹا چھا گیا.....اور پھر کسی نے چیخ کر کہا۔''ارے یہ تو ختم ہو گیا۔''

وہ تیزی سے باہر نکلے.....والگو سچ مچ مر چکا تھا.....!

''یہاں جتنے بھی آدمی ہیں۔ انہیں صرف ہٹ کی نگرانی پر لگا دو......!'' فریدی نے امر سنگھ سے کہا..... اور پھر حمید سے ہٹ کے دروازے کے قریب ہی پوزیشن لینے کو کہتا ہوا اندر چلا گیا حمید نے اسٹین گن نکال لی اور ایک ستون کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔ ستون سے چھ یا سات فٹ کے فاصلے پر ہٹ کا صدر دروازہ تھا! کھڑکیوں کے شیشوں سے ٹارچ کی روشنی جھلک رہی تھی۔ شاید فریدی ہٹ کے اندر کچھ تلاش کر رہا تھا۔

برآمدے کے نیچے والگو کی برہنہ لاش پڑی ہوئی تھی اور تماشائیوں نے تو اسی وقت سے ایک ایک کر کے کھسکنا شروع کر دیا تھا۔ جب انہیں پولیس کی مداخلت کا علم ہوا تھا۔ اب آس پاس فریدی کے ماتحتوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا۔

''حمید......!'' دفعتاً اس نے فریدی کی آواز سنی جو دوڑتا ہوا۔ ہٹ سے برآمد ہوا تھا۔ باہر نکل کر زور سے چیخا۔''بھاگو یہ ہٹ بھی بلاسٹ ہونے والا ہے۔''

حمید اس کے پیچھے دوڑتا چلا گیا۔ دوسرے ماتحتوں نے بھی اضطراری طور پر دوڑ لگائی تھی۔

پھر سچ مچ ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ ایسا لگا جیسے زمین ہل کر رہ گئی ہو......روشنی کے جھماکے سے آس پاس کا علاقہ گویا تڑپ کر رہ گیا تھا۔

حمید لڑکھڑا کر گرا اور دوبارہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ کسی جانب سے ایک فائر ہوا اور گولی سنسناتی ہوئی اس کے چہرے سے شاید ایک بالشت کے فاصلے سے گزر گئی ..... وہ پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا! اس کی اسٹین گن پتا نہیں کب اور کہاں ہاتھ سے گر گئی تھی۔

بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکالا اور آہستہ آہستہ آگے کھسکنے لگا۔

ایک بار پھر پورا ساحل آدمیوں کے شور سے گونج رہا تھا اور متعدد ٹارچوں کی روشنیاں ادھر ادھر اندھیرے میں چکراتی پھر رہی تھیں۔

دفعتاً کسی کا ہاتھ حمید کی پشت پر لگا اور اس نے بوکھلا کر ریوالور کی نال اوپر اٹھا دی۔

''ہشت......! کہیں فائر نہ کر دینا!'' یہ فریدی کی آواز تھی۔ حمید نے طویل سانس لی اور فریدی آہستہ سے بولا۔ ''اسی طرح بائیں جانب مڑ چلو......وہ ہمارا شکار کرنا چاہتے ہیں!''

پھر وہ دونوں چھپکلیوں کی طرح رینگتے ہوئے بائیں جانب بڑھتے چلے گئے تھے۔

جیپ تک پہنچنے میں آدھا گھنٹہ صرف ہوا تھا اور وہ برابر شور سنتے رہے تھے۔

جیپ میں بیٹھ کر بیچ ہوٹل تک پہنچے۔ لیکن اندر جانا مناسب نہ سمجھا۔ حلیہ ہی ایسا نہیں رہ گیا تھا۔ ویسے یہاں بھی ہل چل نظر آئی۔ چند گھنٹوں میں یہ دوسرا دھماکہ تھا اس علاقے میں۔

''یہاں رک کر کیا کرو گے!'' فریدی نے کہا۔ ''چلتے رہو۔''

ادھر سارے ساحل پر بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔

شہر پہنچ کر ایک لیمپ پوسٹ کے قریب فریدی نے گاڑی روکنے کو کہا۔ جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکالا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ کارڈ کی ایک طرف دو آنکھیں بنی ہوئی تھیں اور دوسری جانب انگریزی میں ٹائپ کیا ہوا مختصر سا مضمون تھا۔

''تم خود فریدی کی نگرانی کرو۔ اگر وہ دوبارہ ایگل بیچ جائے تو تم بھی جاؤ اور ہٹ نمبر ایک سو بائیس میں مستقل طور پر مقیم ہو جاؤ!''

''یہ اس کے کوٹ کی جیب سے برآمد ہوا تھا۔'' فریدی طویل سانس لے کر بولا۔ ''اس کے کپڑے فرش پر بکھرے ہوئے تھے۔ اوہ خداوندا۔ اگر ذرا دیر اور ہو جاتی اس بم پر نظر پڑنے میں تو......!'' جملہ پورا کئے بغیر وہ خاموش ہو گیا۔

حمید کارڈ پر بنی ہوئی آنکھوں کو گھورے جا رہا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ان آنکھوں کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہو......لیکن کہاں......؟ یاد نہ آسکا۔

ختم شد